بمنظوری و معاونت گورنمنٹ ہند

ترجمہ

انڈین لا رپورٹ

یعنی

نظائر قانون ہند

اگست سنہ ۱۹۰۲ء

سلسلہ الہ آباد

متضمن

مقدمات منفصلہ ہائی کورٹ و حکام عالی مقام پریوی کونسل

منجانب مالکان

منشی درگا پرشاد	مترجم پنشنر ہائی کورٹ ممالک مغربی و شمالی
منشی شنکر لال - بی - اے	جج
منشی بانکے بہاری	مترجم
مولوی احمد علیخان	سب جج

تالیف ہو کر

مطبع نظائر قانون ہند الہ آباد مین باہتمام منشی نرت بہاری ماتھر طبع ہوا

قیمت علاوہ محصول ڈاک ۸/

جملہ حقوق قانوناً محفوظ ہین

نظائر پریوی کونسل

جن مقدمات مین بحث کسی دقیق مسئلہ قانونی کی ہوتی ہے اونکا فیصلہ ملکہ معظمہ قیصر ہند باجلاس کونسل کے حضور سے ہوتا ہے اور وہ فیصلہ نہ محض نہایت مستند ہوتا ہے بلکہ اثر قانون کا رکھتا ہے چونکہ اہالیان قانون پیشہ کے لیے نہایت ضروری ہے کہ اون کو قانون سے کلی واقفیت ہو لہذا ہر ایک کے پاس ایسے رسالہ کا ہونا جسمین نظائر پریوی کونسل مندرج ہین لازمی ہے اونکو اس رسالہ کے پڑہنے سے نہ محض رائے عدالت ہاے انگلستان معلوم ہوگی بلکہ طریقہ بحث و گفتگو مقدمات کا جیسا کہ انگلستان مین جاری ہے معلوم ہوگا ان مقدمات کے پڑہنے سے اہالیان قانون پیشہ کو اپنے پیشہ مین بہت مدد ملے گی نظائر بابت ۱۸۸۵ء لغایت ۱۸۸۶ء طیار ہین قیمت اسکی علاوہ محصول عہ فی سال ہے ۔

اطلاع

کل خط و کتابت متعلق کتب بنام منشی بانکے بہاری لال صاحب سکرٹری ہونی چاہیے اور کل منی آرڈر بنام منشی نرت بہاری صاحب ماتھر سپرنٹنڈنٹ مطبع آنے چاہئین ۔

جلد ۴۲ حصہ ۸

فہرست مقدمات

ایشری بنام محمد ہادی ۳۶۷
بمعاملہ درخواست پدم دت جوشی ۳۴۸
بمعاملہ شیخ امین الدین ۳۴۶
بہیم سین بنام سیتارام ۳۶۳
تیج سنگہ بنام چہبیلے رام ۳۴۲
دیونراین رائے بنام گوکرپند ۳۱۹
سری ناتہ سہائے بنام رام رتن لال ۳۶۰
مظہر علی بنام سجاد الحسین ۳۵۸
نندن پرشاد بنام کینی ۳۵۶

فہرست مضامین ردیف وار

اپیل۔ دیکھو مجموعہ ضابطہ دیوانی دفعات ۲ و ۲۳۷ و ۵۸۸ (۲۱) . . . ۳۴۲
اختیار۔ دیکھو ایکٹ ۱۸۷۹ء نمبر ۱۸ دفعات ۶ و ۸ . . . . ۳۴۸
استعمال بیجا۔ دیکھو مجموعہ ضابطہ دیوانی دفعات ۳۱ و ۳۴ . . . ۳۵۸
انتقال۔ دیکھو مجموعہ ضابطہ دیوانی دفعات ۲۵ و ۳۰۔۳۴ و دفعات مابعد . . ۳۵۶
ایکٹ ۱۸۷۴ء نمبر ۱۴ (ایکٹ اضلاع مندرجہ فہرست) دفعات ۳ و ۵ و ۶۔
دیکھو ایکٹ ۱۸۷۹ء نمبر ۱۸ دفعات ۶ و ۸ . . . . . ۳۴۸
ایکٹ ۱۸۷۷ء نمبر ۱۵ (ایکٹ میعاد سماعت ہند) ضمیمہ ۲ مدات ۲۳ و ۲۴ و ۲۵ و ۳۶ میعاد سماعت۔ نالش واسطے دلاپانے ہرجہ کے بابت اوس نقصان کے جو بوجہ جہوٹی رپورٹ کے جو پولیس سے کی گئی تہی پہونچا۔ نالش ہرجہ بابت استغاثہ عداوتی کے۔ نالش معاوضہ بابت توہین تحریری یا زبانی کے]۔

ایشری بنام محمد ہادی (انڈین لا رپورٹ
سلسلہ الہ آباد جلد ۴۴) ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۳۶۷

ایکٹ ۱۸۷۹ء نمبر ۱۸ (ایکٹ متعلق اشخاص قانون پیشہ) دفعات ۶ و ۸۔
ایکٹ نمبر ۱۴ مصدرہ ۱۸۷۴ء دفعات ۳ و ۵ و ۶۔ منجملہ قواعد متعلقہ کمایون
مورخہ ۲۷۔ جولائی ۱۸۹۴ء و اختیار ہائی کورٹ نسبت درج
فہرست کیے جانے نام وکلا کے ملک کمایون اور گڑھوال میں]
بمعاملہ درخواست پدم دت جوشی (انڈین لا رپورٹ
سلسلہ الہ آباد جلد ۴۴) ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۳۴۸

ایکٹ ۱۸۸۲ء نمبر ۴۔ (ایکٹ انتقال جائداد) دفعات ۵۹ و ۱۲۳۔ رہن۔
دستخط راہن کے۔ راہن کا نام کاتب دستاویز نے حسب
استدعا اور بموجودگی راہن کے جو ناخواندہ تھا تحریر کیا۔
دستخط جائز قرار دئے گئے۔ مسئلہ جو شخص کہ کوئی کام بذریعہ
دوسرے شخص کے کرتا ہے گویا خود کرتا ہے۔ تعبیر قوانین]۔
دیونرائن رائے بنام گوکر بند (انڈین لا رپورٹ
سلسلہ الہ آباد جلد ۴۴) ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۳۱۹

تعبیر قوانین۔ دیکھو ایکٹ ۱۸۸۲ء نمبر ۴ دفعات ۵۹ و ۱۲۳ ۔ ۔ ۔ ۔ ۳۱۹
حکم۔ دیکھو مجموعہ ضابطہ دیوانی دفعات ۲ و ۴۷ و ۵۸۸ (۱۲) ۔ ۔ ۔ ۳۴۲
ڈگری۔ دیکھو مجموعہ ضابطہ دیوانی دفعات ۲ و ۴۷ و ۵۸۸ (۱۲) ۔ ۔ ۳۴۲
رہن۔ دیکھو ایکٹ ۱۸۸۲ء نمبر ۴ دفعات ۵۹ و ۱۲۳ ۔ ۔ ۳۱۹
عداوت۔ دیکھو نالش ہرجہ بابت استغاثہ عداوتی کے ۔ ۔ ۔ ۳۶۳
عملدرآمد۔ دیکھو مجموعہ ضابطہ فوجداری دفعات ۳۵۴ و ۳۸۹ و ۳۹۴ ۔ ۔ ۔ ۳۴۶

مجموعہ ضابطہ دیوانی دفعات ۲ و ۴۷ و ۵۸۸۔ (۱۲) حکم مشعر منظوری
عذر مطابق دفعہ ۴۷۔ حکم یا ڈگری۔ اپیل]۔
تیج سنگھ بنام چھبیلے رام (انڈین لا رپورٹ
سلسلہ الہ آباد جلد ۴۴) ۔ ۔ ۔ ۳۴۲

مجموعہ ضابطہ دیوانی دفعات ۲۵ و ۳۲۰ و دفعات مابعد۔ انتقال۔
درخواست اجازت ارجاع نالش بصیغہ مفلسی متدائرہ عدالت جج ماتحت۔ انتقال درخواست بحکم صاحب جج ضلع خود اونکی عدالت مین۔ صاحب جج ضلع کو بعدازان یہ اختیار نہونا کہ وہ مقدمہ کو واسطے تجویز کے جج ماتحت کے پاس ارسال کرین۔
نندن پرشاد بنام ڈبلیو سی کمپنی (انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۴۴) ۳۵۶

مجموعہ ضابطہ دیوانی دفعات ۱۳۱ و ۴۳۴۔ اشتمال مجاہد علیہم و بناہای دعوی کا۔ نالش منجانب منتقل الیہ ایک وارث مسلمان متوفی کے بنام دوسرے وارث اور منتقل الیہ ایسے دوسرے وارث کے۔
مظہر علی بنام سجاد حسین خان (انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۴۴) ۳۵۸

مجموعہ ضابطہ دیوانی دفعہ ۵۸۳۔ ڈگری بر طبق اپیل بعد اسکے منسوخ کی گئی کہ قبضہ حسب ڈگری مذکور کے حاصل کیا گیا۔ درخواست دلاپانے قبضہ اور زر واصلات کے۔ نامنظوری درخواست۔ نالش علیحدہ واسطے دلاپانے زر واصلات کے۔ نالش مابعد واسطے واصلات کے۔
سری ناتھ سہاے بنام رام رتن لال
(انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۴۴) ۳۶۰

مجموعہ ضابطہ فوجداری دفعات ۲۳۵ و ۴۳۸ و ۴۳۹۔ عذر آمد۔ نظر ثانی۔ استصواب منجانب مجسٹریٹ ضلع حکم براءت مصدرہ مجسٹریٹ ماتحت پر دوبارہ غور کرنے کی سفارش کے بارہ مین۔
بمعاملہ شیخ امین الدین (انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۴۴) ۳۶۶

مسئلہ۔ جو شخص کہ کوئی کام بذریعہ دوسرے شخص کے کرتا ہے گویا خود کرتا ہے۔ دیکھو
ایکٹ سنہ ۱۸۸۲ء نمبر ۴ دفعات ۵۹ و ۱۲۳ . . . . . . ۳۱۹
منجملہ قواعد متعلقہ کمایون مورخہ ۲۷۔ جولائی سنہ ۱۸۹۴ء ۲ و ۱۱۔ دیکھو ایکٹ
سنہ ۱۸۷۹ء نمبر ۱۸ دفعات ۶ و ۸ . . . . ۳۴۸
میعاد سماعت۔ دیکھو ایکٹ سنہ ۱۸۷۷ء نمبر ۱۵ ضمیمہ ۲ مدات ۲۳ و ۲۴ و ۲۵ و
۳۶ . . . . ۳۶۷
نالش معاوضہ بابت توہین تحریری یا زبانی کے۔ دیکھو ایکٹ سنہ ۱۸۷۷ء نمبر ۱۵
ضمیمہ ۲ مدات ۲۳ و ۲۴ و ۲۵ و ۳۶ . . . . ۳۶۷
نالش ہرجہ بابت استغاثہ عداوتی کے۔ عداوت۔ وجہ معقول او
قرین قیاس]۔
بھیم سین بنام سیتارام (انڈین لا رپورٹ
سلسلہ الہ آباد جلد ۲۴) ۳۶۳
نالش ہرجہ بابت استغاثہ عداوتی کے۔ دیکھو ایکٹ سنہ ۱۸۷۷ء نمبر ۱۵ ضمیمہ ۲
مدات ۲۳ و ۲۴ و ۲۵ و ۳۶ . . . . ۳۶۷
نالش بصیغہ مفلسی۔ دیکھو مجموعہ ضابطہ دیوانی دفعات ۲۵ و ۴۰۳ و دفعات مابعد . ۳۵۶
نظر ثانی۔ دیکھو مجموعہ ضابطہ فوجداری دفعات ۴۳۵ و ۴۳۸ و ۴۳۹ . . ۳۴۶
واصلات۔ دیکھو مجموعہ ضابطہ دیوانی دفعہ ۵۸۳ . . . . . ۳۶۰
وجہ معقول و قرین قیاس۔ دیکھو نالش ہرجہ بابت استغاثہ عداوتی کے . . . ۳۶۳
وکیل کا نام فہرست میں درج کیا جانا۔ دیکھو ایکٹ سنہ ۱۸۷۹ء نمبر ۱۸ دفعات
۶ و ۸ . . . . ۳۴۸

سنہ ۱۹۰۱ء
۲۰ جون

صفحہ ترجمہ انگریزی
۳۱۹

اجلاس کامل

باجلاس سر جان اسٹینلی صاحب نائٹ چیف جسٹس و ناکس صاحب جسٹس و بلیر صاحب جسٹس و بنرجی صاحب جسٹس و ایکمین صاحب جسٹس

دیو نرائن رائے دیگر کس دیگر (مدعیان) بنام گوکیہ سنگھ وغیرہ (مدعا علیہم)

ایکٹ نمبر ۴ سنہ ۱۸۸۲ء (ایکٹ انتقال جائداد) کی دفعات ۵۹ و ۱۲۳ — رہن — دستخط راہن — راہن کا نام کاتب دستاویز نے حسب استدعا اور بموجودگی راہن کے جو ناخواندہ تھا تحریر کیا۔ دستخط جائز قرار دیئے گئے — مسئلہ یہ کہ شخص کہ کوئی کام بذریعہ دوسرے شخص کے کرتا ہے گویا خود کرتا ہے — تعبیر قوانین —

از روئے دفعہ ۵۹ ایکٹ انتقال جائداد سنہ ۱۸۸۲ء حکمنامہ یہ ہدایت معین کی گئی ہے کہ جب اصل زر رہن جسکا اطمینان کیا گیا ہو مبلغ یا اوس سے زیادہ ہو تو رہن نامہ پر راہن کو خود اپنے ہاتھ سے یا بذریعہ کارندہ کے جو خاصکر اس غرض کے لئے مقرر کیا گیا ہو دستخط کرنے لازم ہیں — اگر راہن ناخواندہ ہو اور اگر راہن کی موجودگی میں اور اوسکی استدعا سے کوئی اور شخص راہن کا نام اوسکی طرف سے بطور محرر دستاویز کے تحریر کرے تو یہ دستخط جائز ہیں —

اسٹینلی صاحب چیف جسٹس و ناکس صاحب جسٹس و بلیر صاحب جسٹس و بنرجی صاحب جسٹس (ایکمین صاحب جسٹس مختلف الرائے) نے بلحاظ فیصلہ مقدمہ موتی بیگم بنام زورآور سنگھ (۱) یہی تجویز کی۔

از ایکمین صاحب جسٹس — یہ امر کہ آیا کسی خاص دستاویز پر بغرض مقرر کے دستخط ضروری ہیں یا نہیں عموماً ایک بحث متعلقہ تعبیر ہے جو ہر مقدمہ میں علحدہ فیصل ہونی چاہئے۔ بصورت ایسے رہن نامہ کے جو حسب احکام دفعہ ۵۹ ایکٹ انتقال جائداد سنہ ۱۸۸۲ء کے تحریر کیا گیا ہو قانوناً راہن کے ذاتی دستخط ہونے ضروری ہیں —

دوران صدور فیصلجات میں مقدمات ذیل کا حوالہ دیا گیا — (۱) بنام جانس (۲) ... بنام میٹروپولیٹن

اپیل دوم نمبر ۴۴۳ بابت سنہ ۱۹۰۰ء بنا راضی ڈگری مولوی سید زین العابدین جج ماتحت غازیپور مورخہ ۱۰ فروری سنہ ۱۹۰۰ء مشعر بحالی ڈگری منشی ... مصنف غازیپور مورخہ ۱۲ دسمبر سنہ ۱۸۹۹ء

(۱) انڈین لا رپورٹس ... سنہ ۱۸۹۹ء صفحہ ۱۹۶ — (۲) ... سنہ ۱۸۳۶ء ... جلد ۲ صفحہ ...

۱۹۰۲ء

دیونرائن رائے بنام گوکو بند

بورڈ آف ورکس (۱) و ملکہ معظمہ بنام دی جسٹسز آف کنٹ (۲) و معاملہ نوسلی پاوٹرس لمیٹڈ (۳) و دلیپ نکنش رائے بنام رنجیت پانڈے (۴) و بدھو ہونش بوس بنام عنایت منشی (۵) اور مقدمہ یکطرفہ ویلس (۶) و کمشنران واسطے خاص اغراض انکم ٹیکس کے بنام پیمیسل (۷) و کرافورڈ بنام اسپونسر (۸)

یہ نالش واسطے دخل کے حسب شرائط رہن نامہ نوشتہ ایک شخص گوکر بند عرف عمر بند کے دائر کی گئی تہی - گوکر بند راہن کے ناخواندہ ہونیکی وجہ سے اوسکے دستخط رہن نامہ پر اوسکی طرف سے ایک شخص شیو نندن لال پٹواری کاتب رہن نامہ نے کئے تہے جو کچہہ در اصل لکہا ہوا تہا وہ یہ ہے "دستخط گوکر بند عرف عمر بند بقلم شیو نندن لال پٹواری" اس دستاویز کی باضابطہ رجسٹری ہوئی تہی اور گوکر بند نے اوسکی تحریر سے اقبال کیا اوسکے دستخط رجسٹری کی عبارت کے نیچے حسب ذیل ہین "دستخط گوکر بند بقلم شیو نندن لال گوکر بند کو عہدہ دار رجسٹری کنندہ کے روبرو اوس پٹواری نے جس نے اوسکی طرف سے دستخط کئے تہے شناخت کیا تہا - مگر جب یہ نالش دائر کی گئی گوکر بند نے منجملہ دیگر عذرات کے یہ عذر کیا کہ دستاویز بناء نالش ایک رہن نامہ جائز نہین ہے کیونکہ اوسکی تحریر دتکمیل بموجب دفعہ ۵۹ ایکٹ انتقال جائداد (نمبر ۴ سنہ ۱۸۸۲ء) کے نہین ہوئی تہی - اس عذر کو عدالت مرافعہ اولی (منصف غازی پور) نے پذیر کیا اور اونہون نے ہائیکورٹ کے فیصلہ مقدمہ موتی بیگم بنام زور آور سنگہ (۹) کی تقلید کر کر نالش ڈسمس کی چونکہ صاحب جج ضلع نے انہین وجوہ سے اپیل ڈسمس کیا لہذا مدعی نے ہائیکورٹ مین اپیل کیا -

پنڈت سندر لال منجانب اپیلانٹ - ۳۲۱

اسمقدمہ مین بحث صرف یہ ہے کہ آیا رہن نامہ پر دستخط راہن کے حسب مراد دفعہ ۵۹ - ایکٹ انتقال جائداد سنہ ۱۸۸۲ء ہوئے یا نہین - ایکٹ عبارات عامہ سنہ ۱۸۶۸ء مین دستخط کو (؟)

(۱) سنہ ۱۸۸۴ء لار پورٹ چانسری ڈویزن جلد ۲۷ صفحہ ۱۴۲ (۶) سنہ ۱۸۸۲ء رپورٹ کوئینس بینچ ڈویزن جلد ۱۰ صفحہ ۲۱
(۲) سنہ ۱۸۸۳ء لار پورٹ کوئنس بنچ جلد ۸ صفحہ ۳۰۵ - (۷) سنہ ۱۸۹۱ء لار پورٹ سنہ ۱۸۹۱ء مقدمات اپیل صفحہ ۵۳۱
(۳) سنہ ۱۸۹۹ء لار پورٹ چانسری ڈویزن جلد ۲ صفحہ ۲۳۷ (۸) سنہ ۱۸۴۲ء مقدمات پریوی کونسل مولفہ مور صاحب جلد ۳ صفحہ
(۴) سنہ ۱۸۷۳ء ویکلی رپورٹر نظائر دیوانی جلد ۲۰ صفحہ ۲۸۵ (۹) ویکلی نوٹ بابت سنہ ۱۸۹۹ء صفحہ ۱۹۶
(۵) سنہ ۱۸۶۷ء ویکلی رپورٹر جلد ۸ صفحہ ۱

سنہ ۱۹۰۲ء
دیبی نرائن بنام [illegible]
کوکر بند

تعریف نہین مندرج ہے۔ ایکٹ رجسٹری ہند ۱۸۷۷ء مین دستخط نشان انگشت کو شامل کیا ہے اسی طرح پر نہ تو ایکٹ عبارات عامہ ۱۸۶۷ء اور نہ ۱۸۹۷ء مین کوئی جامع و مانع تعریف دستخط کی ہے ان ایکٹون مین صرف یہ لکہا ہے کہ دستخط مین کیا شامل ہونا ضروری ہے لیکن کوئی ٹہیک تعریف اس لفظ کی نہین لکہی ہے۔ ہندوستان مین یہ دستور ہے کہ جب کوئی مقر دستاویز ناخواندہ ہوتا ہے تو وہ صرف قلم چہو دیتا ہے جس سے کوئی اور شخص اوسکے بجائے اوسکے دستخط کر دیتا ہے (مقابلہ کرو گور صاحب کا ایکٹ انتقال جائداد صفحہ ۶۶۱ اسٹراوڈ صاحب کی جوڈیشل ڈکشنری مضمون دستخط صفحہ ۳۶۷ وڈربی صاحب و بوزانکی صاحب کا قانون میعاد سماعت صفحہ ۳۸۲ کا بہی حوالہ دیا گیا۔

مین اس عام مسئلہ قانون پر استدلال کرتا ہون کہ جو شخص کوئی کام بذریعہ دوسرے شخص کے کرتا ہے گویا خود کرتا ہے۔ اور مین گذارش کرتا ہون کہ مقدمہ موتی بیگم بنام زور آور سنگہ کا ٹہیک فیصلہ نہین کیا گیا ہے۔ شیو نندن لال پٹواری کوکر بند کا مختار بغرض اوسکے دستخط کرنیکے تہا اور ایسا اختیار زبانی یا کنایتاً اور منظوری مابعد دیا جا سکتا ہے بوسٹیڈ صاحب کی کتاب بابت مختاری یا ایجنسی صفحات ۳۸ و ۴۳۔ ملاحظہ طلب عبارت دفعہ ۵۹ ایکٹ انتقال جائداد مین کوئی امر ایسا نہین ہے جس سے وہ عام اصول محولہ بالا کے اثر سے خارج کیا جاے بوقت سماعت مقدمہ موتی بیگم بنام زور آور سنگہ (۲) کے دفعہ ۱۲۳ ایکٹ انتقال جائداد پر جو متعلق ہبہ جات کے ہے اور جسمین یہ حکم ہے کہ ہبہ نامہ متعلقہ جائداد غیر منقولہ ضرور ہے کہ دستخط واہب کے یا اوسکی طرف سے کسی اور شخص کے ہون استدلال کیا گیا تہا اسکی نسبت میری گذارش یہ ہے کہ اول معاملات ہبہ و رہن ایک ہی قسم کے نہین ہین اور دوم ایکٹ انتقال جائداد مین جو بابت متعلق رہن کے ہے اوسکو بطور ایک جزو ایکٹ معاہدہ کے سمجہنا ضرور ہے (دیکہو دفعہ ۴ ایکٹ نمبر ۴ سنہ ۱۸۸۲ء) جبکہ مقدمہ ملکہ معظمہ بنام جسٹس آف کنٹ (۳) و معاملہ ہوٹلی پارٹنرس لمیٹڈ (۴) استدلال ہے خاصکر مقدمہ آخر الذکر مقدمہ ہذا بنام چانسلر جسپر فیصلہ مقدمہ موتی بیگم زیادہ ترمبنی تہا ایسا مقدمہ تہا کہ وہ ایک خاص ایکٹ کے بموجب فیصل کیا گیا تہا اور مقدمہ ہذا کے فیصل کرنے کے لئے عمدہ بنیاد نہین ہے اوس مقدمہ کا حوالہ لون

(۱) ویکلی نوٹس بابت ۱۸۹۶ء صفحہ ۱۹۶ (۲) (۱۸۸۹ء) لا رپورٹ کوئینس بینچ جلد ۲۴ صفحہ ۳۰۵
(۳) (۱۸۸۶ء) لا رپورٹ چانسری ڈویژن جلد ۳۳ صفحہ ۳۳۷ (۴) (۱۸۹۳ء) ای رپورٹ انگلش صاحب مقدمات جدید جلد ۲ صفحہ ۲۶۶

سنہ ۱۹۰۲ء

دیو نرائن رائے
بنام
کوئن ہند

صاحب جسٹس نے بمعاملہ ہوئیلی پارٹنرس لمیٹڈ (۱) دیا تھا اور اوسکی توضیح کی تھی وہ رائے جسکی نسبت اب مین عذر کرتا ہون اس عدالت کی ایک بنچ نے اپیل دوم نمبر ۸ سنہ ۱۸۹۵ء منفصلہ نائکس صاحب جسٹس و برکٹ صاحب جسٹس مورخہ ۳۰ اپریل سنہ ۱۸۹۷ء مین قائم کی تھی

مسٹر عبدالرؤف منجانب رسپانڈنٹان۔

مجھکو اس عام مسئلہ کی صحت سے کہ جو شخص کوئی کام بذریعہ دوسرے شخص کے کرتا ہے گویا خود کرتا ہے انکار نہین ہے مگر مجھکو دفعہ ۵۹ ایکٹ انتقال جائداد کی صاف عبارت پر استدلال ہے مین خاصکر مابین عبارت دفعات ۵۹ و ۱۲۳ کے فرق ظاہر کرونگا جس صورت مین ایک ہی ایکٹ کے الفاظ مین ایسا فرق ہو تو یہ قیاس کرنا چاہیے کہ یہ فرق ارادتاً رکھا گیا ہے اور نتیجہ یہ ہے کہ رہن کی صورت مین واضعان قانون نے راہن کے بذات خاص دستخط کرانے ضروری سمجھے یا بحال دستخط بذریعہ مختار خاص کے کرانا ضروری خیال کیا مین مقدمہ پادشاہ بنام باشندگان گریٹ لوٹن (۲) کا حوالہ دیتا ہون۔ چند مقدمات ایکٹ ہاے میعاد سماعت سابق کی رو سے بہی فیصل ہوئے ہین جن سے دفعہ ۵۹ ایکٹ انتقال جائداد کی اوسطرح تعبیر کرنے مین جو مین عرض کرتا ہون کہ دفعہ مذکور کی کرنی چاہیے کسی قدر ہدایت حاصل ہوتی ہے یہ مقدمات بدھو بہوشن بنام عنایت (۳) و لچھمی بخش رائے بنام رنجیت رام پانڈے (۴) ہین۔

پنڈت سندر لال نے جواب دیا۔

۳۰ جون سنہ ۱۹۰۲ء کو فیصلہ جات اجلاس کامل صادر ہوئے۔

اسٹینلی صاحب چیف جسٹس۔ اس اپیل مین جو بحث پیش کی گئی ہے وہ ایک محدود بحث ہے مگر اسوجہ سے وہ کچھ کم ضروری نہین ہے۔ وہ یہ ہے کہ آیا بلحاظ احکام دفعہ ۵۹ ایکٹ انتقال جائداد سنہ ۱۸۸۲ء کے رہن کے موثر ہونیکے لئے یہ ضروری ہے یا نہین کہ یا تو وہ خود راہن کے دستخط ہون یا اوسکی نشانی ثبت ہو۔ واقعات مقدمہ آسان اور غیر متنازعہ ہین۔ ۲۵ اگست سنہ ۱۸۹۶ء کو ایک شخص کو کر بلد نے نامی نے مدعی سے بذریعہ رہن نامہ قرض لئے اس رہن نامہ مین یہ شرط تہی کہ سود زر رہن پر سالانہ واجب الادا ہوگا اور بصورت عدم ادائے سود مرتہن مستحق ہوگا کہ قبضہ جائداد مرہونہ کا حاصل کرے سود کی دوسری قسط ادا نہین کی گئی لہذا

(۱) سنہ ۱۸۹۶ء لا رپورٹ چانسری ڈویژن جلد ۲ صفحہ ۳۳۲ (۲) سنہ ۱۸۲۸ء ریپورٹ بارنیوال و کریسویل صاحبان جلد ۸ صفحہ ۱۷
(۳) [illegible] صفحہ ۱ (۴) سنہ ۱۸۷۳ء ویکلی رپورٹر جلد ۲۰ صفحہ ۳۷۵

سنہ ۱۹۰۲ء
دیونرائن ا بنام گوکربند

مدعیان نے یہ نالش واسطے دخل جائداد مرہونہ کے دائر کی راہن ناخواندہ ہے اور رہن نامہ پر کاتب دستاویز نے بہ ہدایت اور بموجودگی راہن کے دستخط کیے تھے بوقت راہن کی طرف سے دستاویز پر دستخط کرنیکے کاتب نے الفاظ ذیل تحریر کیے تھے "دستخط گوکربند عرف عمر بند دستاویز رہن سادہ صحیح ہے بقلم شیونندن لال پٹواری" دستاویز کی ۲۹ - اگست سنہ ۱۸۹۶ء کو باضابطہ رجسٹری کی گئی اوسوقت گوکربند رجسٹرار کے روبرو حاضر ہوا اور دستاویز کی باضابطہ تحریر اقبال کیا - عدالت مرافعہ اولی نے فیصلہ مقدمہ موتی بیگم بنام زورآور سنگھ (۱) پر استدلال کرکے نالش کو اس بناپر ڈسمس کیا کہ دستاویز کی حسب احکام دفعہ ۵۹ - ایکٹ انتقال جائداد کے تکمیل نہین ہوئی تھی بر طبق اپیل عدالت اپیل ماتحت نے منصف کا فیصلہ بحال رکھا لہذا اپیل ہذا دایر کیا گیا دفعہ ۵۹ کے الفاظ جو اوس امر سے متعلق ہین حسب ذیل ہین - "جب اصل روپیہ جسکے ادا کے لیے جائداد مکفول ہو ایک سو روپیہ یا اوس نسے زیادہ ہو تو اوسکا رہن صرف بذریعہ ایسے رہن نامہ رجسٹری شدہ کے ہوسکتا ہے جسپر دستخط راہن کے ہون" اور تصدیق اوسکی کم سے کم دو گواہون نے کی ہو" اوس فیصلہ مین جسکا مین نے حوالہ دیا ہے اس عدالت کے ایک اجلاس نے یہ قرار دیا تھا کہ جب رہن نامہ پر ایسے راہن کیطرف سے جو ناخواندہ ہو کاتب دستاویز نے جسکو اس بارہ مین خاص اختیار نہ دیا گیا ہو دستخط کیے ہون تو ایسے دستخط جواز رہن کے واسطے حسب مراد دفعہ مذکور کے کافی نہین ہین" اون حکام ذیعلم مین سے جنہون نے یہ مقدمہ فیصل کیا تھا ہمارے ایک ہم جلیس اکمن صاحب ہین جنہون نے یہ تجویز کی کہ بصورت رہن کے قانون مین یہ حکم ہے کہ راہن کے بذات خود دستخط ہون" لیکن ہمارے ہمجلیس ناکس صاحب نے یہ تجویز کی کہ کوئی شخص بجز راہن یا اوس شخص کے جسکو راہن نے بذریعہ دستاویز تحریری کے بطور راہن اور منجانب اپنے کارروائی کرنے کا پورا اختیار دیا ہو ایسی دستاویز کو تحریر نہین کرسکتا" - اپیلانٹان کی جانب سے یہ بحث کی گئی ہے کہ اس فیصلہ کی تائید نہین ہوسکتی اور بموجب مسئلہ زبان لاطینی کے جسکا مین حسب ذیل ترجمہ کرتا ہون "جو شخص کام بذریعہ دوسرے کے کرتا ہے حسب منشائے قانون وہ خود اوسی کا کیا ہوا ہوتا ہے" یا جسطرح کہ مسئلہ مذکور زیادہ تر مشہور ہے جو شخص کام بذریعہ دوسرے کے کرتا ہے گویا خود کرتا ہے دستخط بذریعہ
۳۲۴ مختار مجاز راہن کے کافی ہین یہ ایک قدیم اور بخوبی مقبول مسئلہ ہے اور میری دانست مین منظور

(۱) ویکلی نوٹس سنہ ۱۸۹۹ء صفحہ ۱۹۲

۱۹۰۲ء
دیو نرائن رائے
بنام
کوکریند
اسٹیٹلی ... جسٹس

ہونا چاہیے بجز اسکے کہ واضعان قانون بطرز معقول یہ صاف ظاہر کردین کہ باعتبار تعبیر قانون کے اوسکے اثر کے خارج کرنیکا منشار تھا۔ بموجب قانون رواجی کے جب کوئی شخص دوسرے شخص کو اپنے دستخط کرنیکا اختیار دیتا ہے تو اسطرح دستخط کرنیوالے شخص کے دستخط شخص اختیار دہندہ کے دستخط ہین لیکن اسمین شک نہین کہ ایسے مقدمات ہین جن مین قوانین خاص کی تعبیر مختلف ہوتی ضروری ہے مثلاً بصورت قانون متعلق دغا کے۔ ایسی صورت مقدمہ ہاٹد بنام جانسن (۱) کی تھی جسپر ان حکام ذیعلم نے جنہون نے مقدمہ موتی بیگم بنام زورآور سنگہ کو فیصل کیا تھا استدلال کیا تھا میری دانست مین یہ بحث نہین ہوسکتی کہ اگر دیگر احکام ایکٹ انتقال جائداد مین کوئی امر مشعر اخراج قاعدہ مندرجہ قانون رواجی مذکور کے نہ پایا جاے تو ایسے مختار کے دستخط ایسے جو مطابق اختیار کے عمل کرتا ہو احکام دفعہ ۵۹ ایکٹ کی تعمیل ہوجاویگی لیکن ایک دفعہ دریافت ہوئی ہے جسکی نسبت یہ بحث کی گئی ہے کہ اوسکا یہ اثر ہے۔ اور وہ دفعہ ۱۲۳ ہے دفعہ ۱۲۳ دوسری دفعہ باب ہفتم ایکٹ مذکور کی ہے جسمین معاملہ رہن کا مطلقاً ذکر نہین ہے بلکہ ایک مختلف مضمون کا ہے یعنی بابت ہبہ جات جائداد منقولہ و غیر منقولہ کے۔ باب چہارم ایکٹ مذکور کی کسی دفعہ مین جسمین جائداد غیر منقولہ کے رہون و کفالتہاے کا ذکر ہے ہمکو کوئی ایسے الفاظ نہین دکھلاے گئے اور نہ ہمکو کوئی ایسے الفاظ معلوم ہین جن سے احکام دفعہ ۵۹ کی نسبت کچھ ہدایت حاصل ہو دفعہ ۱۲۳ حسب ذیل ہے "واسطے ہبہ کرنے جائداد غیر منقولہ کے ضرور ہے کہ اوسکا انتقال بذریعہ دستاویز رجسٹری شدہ کے ہو جسپر دستخط واہب کے یا اوسکی طرف سے کسی اور شخص کے ہون اور کم سے کم دو گواہون نے اوسکی تصدیق کی ہو" یہ بحث کی گئی ہے کہ چونکہ واضعان قانون نے اس دفعہ مین الفاظ "اوسکی طرف سے کسی اور شخص کے" تحریر کئے ہین اور یہ الفاظ دفعہ ۵۹ مین تحریر نہین کئے ہین لہذا فرق عبارت سے بادی النظر مین یہ خیال کرنا ضرور ہے کہ معنی مین فرق رکھنے کا ارادہ تھا اپنی تجویز اوس مقدمہ مین جسکا مین نے حوالہ دیا ہے میرے ہمجلیس ائمین صاحب نے یہ راے ظاہر کی "ان دونون دفعات کی عبارت مین اختلاف صریح ہے بصورت ہبہ کے یہ ضرور ہے کہ دستاویز پر دستخط واہب کے یا اوسکی طرف سے کسی اور شخص کے ہون۔ بصورت رہن کے مثل رہن مقدمہ ہذا کے ضرور ہے کہ دستاویز پر دستخط راہن کے ہون"۔ کیون واضعان قانون نے یہ فرق رکھا۔ وہ بیان کرتین

(۱) (۱۸۶۳ء) مقدمات جدید مولفہ بنگیم صاحب جلد ۲ صفحہ ۷۷۶

سنہ ۱۹۰۲ء

دیو نراین راے بنام گوکل چند

مین نہین سمجھہ سکتا لیکن فرق موجود ہے اور ہم بکراہت یہ نتیجہ نکالنے پر مجبور ہین کہ بصورت رہن ہبہ قانون مین یہ حکم ہے کہ خود راہن کے دستخط ہون " میری راے مین " وہ یہ کہتے ہین مقدمہ مستدلہ اپیلانٹ بانڈ بنام جانس (۱) متعلق ہے ۔ یہ تجویز کرنا کہ واضعان قانون کی دفعہ ۵۹ سے وہی مراد تہی جو دفعہ ۱۲۳ سے میری راے مین خلاف معمولی قواعد تعبیر کے ہوگا " اب مجکو یہ دیکہنا چاہئے کہ دفعہ ۱۲۳ کی کیا عبارت ہے جسکو ہمارے مجلیس ذیعلم نے اسقدر با وقعت سمجہا ہے اوسمین یہ حکم ہے کہ انتقال جائداد غیر منقولہ کا بذریعہ دستاویز رجسٹری شدہ کے جسپر واہب یا اوسکی طرف سے کسی اور شخص کے دستخط ہون عمل مین آنا چاہیے اب دیکہنا چاہئے کہ آیا الفاظ سے " واہب کے یا اوسکی طرف سے کسی اور شخص کے " واضعان قانون کی صحیح مراد ظاہر ہوتی ہے یا یہ مہمل طرز بیان ہے واضعان قانون کا صرف یہ منشا ہے کہ دستاویز پر یا تو واہب یا کسی ایسے مختار کے جسکو اوس نے اس بارہ مین اختیار دیا ہو دستخط ہونے چاہئین لیکن دفعہ مین یہ نہین لکہا ہے ۔ دستاویز پر کسی شخص کی طرف سے بلا اوسکی اجازت کے کسی اور شخص کے دستخط ہو سکتے ہین ۔ بلا شبہہ واضعان قانون کا یہ منشا نہین ہے کہ ایسے دستخط کار آمد ہونگے عبارت مذکور کا محذوف ہے ۔ یہ صحیح طرز تحریر نہین ہے ہمکو بعد یا علاوہ الفاظ " اوسکی طرف سے کسی اور شخص کے " چند ایسے الفاظ مثلاً کسی مختار کے جسکو اس بارہ مین باضابطہ اختیار دیا گیا ہو " اضافہ کرنے چاہئین ورنہ دفعہ ہذا سے منشا واضعان قانون ظاہر نہین ہوتا ۔ پس کیا ہم مجاز ہین کہ مہمل اور مبہم الفاظ اوسکی طرف سے کسی اور شخص کے " مندرجہ دفعہ ۱۲۳ (یہ دفعہ ہبہ جائداد کی بابت ہے) کے استعمال پر کوئی بہروسہ کرین تا کہ صاف اور قابل فہم عبارت مندرجہ دفعہ ۵۹ ۔ ایکٹ مذکور کی تفسیح ہو ۔ یہ دفعہ ایکٹ کے اوس حصہ مین واقع ہے جسمین مختلف مضمون یعنی معاملات رہن کا بیان ہے " میری یہ راے ہے کہ ہم بہ تعظیم تمام آرا ے اپنے مجلیس الممن صاحب کے ایسا طریقہ بلا اندیشہ نہین اختیار کر سکتے اور یہ کہ ایسا کرنا قواعد تعبیر کے مطابق نہوگا سر جارج جیسل صاحب نے مقدمہ اسپنسر بنام میٹروپولیٹن بورڈ آف ورکس (۲) یہ راے ظاہر کی کہ ہمکو ایکٹ کی کسی دفعہ کی مراد اگر ہم دریافت کر سکین ۔ خود دفعہ مذکور سے دریافت کرنی چاہئے ۔ اگر ہم ایسا کر سکتے ہین تو ہمکو دیگر دفعات ایکٹ کی طرف رجوع ہونا ضرور نہین

۳۲۶ ہے اگر ہم ایسا نہین کر سکتے تو حاکم موصوف نے یہ فرمایا " ہمکو اوسی اصول سے جو جٹی صاحب جسٹس نے قائم کیا تہا کہ بطور عام قاعدہ کے یہ تصور کرنا چاہئے کہ ایک لفظ پارلیمنٹ کے ایکٹ کا

(۱) دستمبر ۱۸۳۶ء مقدمات بدید موافقہ بنگہیم جلد ۲ صفحہ ۲۷۷ (۲) دسمبر ۱۸۳۲ء لا رپورٹ چانسری ڈویزن : ۲۲ صفحہ ۲۴ تا صفحہ ۴۴

سنہ ۱۹۰۲ء

دیو نراین
بنام
کوکر بنکہ

صاحب چیف جسٹس

شروع سے آخر تک ایک ہی معنی مین استعمال کیا گیا اتفاق ہے لہذا ہم بغرض دریافت کرنے اس امر کے کہ کس معنی مین لفظ مذکور اوس ایکٹ مین استعمال کیا گیا ہے دیگر دفعات کو ملاحظہ کر سکتے ہین" - مقدمہ ہانڈ بنام جانسن جسپر اسقدر استدلال کیا گیا ہے عدالت اس سلسلہ قوانین مین سے ایک پر غور کر رہی تہی جن مین ایک دستاویز پر خود فریق کے دستخط کرنے اور بذریعہ مختار کے دستخط کرنے مین فرق کیا گیا تھا لہذا یہ خیال کیا گیا تھا کہ جس جگہ ذکر دستخط کا بذریعہ مختار کے نہین تھا ایکٹ کا منشا یہ تھا کہ دستخط بذات خود ہونے چاہیئن جس ایکٹ پر ہم غور کر رہے ہین وہ اس قسم کا نہین ہے - اوس مقدمہ مین قانون مین یہ حکم تھا کہ اقرار بر دستخط "اوس شخص کے ہونے چاہیئن جس پر اوسکا مطالبہ عائد ہو" - جس خرابی کا بذریعہ قانون کے رفع کرنا مقصود تھا وہ یہ ہے کہ مختاری کے ثبوت مین سے حلف دروغی کی ترغیب خارج کیجاے اور اوس مقدمہ مین یہ بحث کی گئی تہی کہ اگر مختار کے دستخط منظور کیئے جاوینگے تو شہادت زبانی کا بہی بغرض ثابت کرنے دستخط مختار کے پذیرا کرنا لازم ہوگا اور اوس صورت مین وہ کل دقتین جنکے رفع کرنیکے لئے قانون صادر کیا گیا تھا از سر نو پیدا ہو جاینگی علاوہ برین اوس مقدمہ مین دفعہ ۱۷ - اسٹیٹوٹ سنہ ۹ جلوس جارج چہارم باب ۱۴ مین جسکے مطابق یہ بحث پیدا ہوئی اسٹیٹوٹ دغا کی دفعہ ۱۷ کا تذکرہ ہے لہذا عدالت نے یہ قرار دیا کہ عین بوقت صادر ہونے قانون کے دفعہ مذکورہ ضرور واضعان قانون کے مد نظر ہوگی پس ضرور ہے کہ اون کا منشا تحریرات دستخطی خود فریق و دستخطی مختار مین فرق کرنے کا ہو اسی قسم کا مقدمہ مقدمہ بہوبن بوس بنام عنایت منشی (۱) و نیز مقدمہ لچھمی بخش راے بنام رنجیت رام پانڈے (۲) ہے اور اس مقدمہ آخر الذکر مین حکام عالیمقام پریوی کونسل نے یہ تجویز فرمائی تھی کہ اقرار مندرجہ ایکٹ میعاد سماعت یعنی ایکٹ نمبر ۱۴ سنہ ۱۸۵۹ء دفعہ ۱ ضمن (۱۵) پر ضرور ہے کہ دستخط خود مرتہن کے ہون اور یہ کہ دستخط کسی مختار کے کافی نہونگے اوس مقدمہ مین حکام عالیمقام نے مقدمہ ہانڈ بنام جانسن اور اوس عبارت کا جو منڈل صاحب چیف جسٹس نے اپنے فیصلہ مین تحریر کی تہی حوالہ دیکر حسب ذیل راے ظاہر کی "یہ بیان کیا گیا ہے کہ اس مقدمہ کا فیصلہ بروے تعبیر عادلانہ اور نہ بموجب خاص الفاظ قانون موضوعہ کے ہونا چاہیئے لیکن حکام عالیمقام کی راے مین قوانین میعاد سماعت کی مثل دیگر قوانین کے اوسی طرح پر تعبیر ہونی چاہیئے جیسی کہ بلحاظ صاف معنی اوسکی عبارت کے ممکن ہو قوانین

(۱) سنہ ۱۸۶۷ء ویکلی رپورٹر جلد ۸ صفحہ ۱ (۲) سنہ ۱۸۷۳ء ویکلی رپورٹر جلد ۲۰ صفحہ ۳۷۵

سنہ ۱۹۰۲ء
دیو نرائن رائے
بنام
گوکل چند
اسمٰعیل صاحب جسٹس

متعلق میعاد سماعت بلحاظ اپنی نوعیت کے مختتمہ مستحکم ہوتے ہین واضعان قانون کی توانین مذکورہ کے صادر کرنے سے یہ غرض ہے کہ قبضہ مدت دراز کا قائم رکھا جاوے اور پرانے مطالبات ختم کیے جاوین ایسی توضیع قانون کی ہند مین اور نیز اس ملک مین بعد غور کے اختیار کی گئی ہے حکام عالیمقام کی یہ راے ہے کہ ان توانین کی تعبیر کرنے مین معمولی قواعد تعبیر پر عمل کرنا چاہیئے۔ مین یہ کہہ سکتا ہون کہ اگر ایسی توضیع قانون بعد غور کے ہند مین اختیار کی گئی تھی تو اونکی پیروی ایکٹ مرحوم مین یقین کی گئی۔ واضعان قانون نے ایکٹ مابعد ایکٹ نمبر ۹ سنہ ۱۸۷۱ء اور نیز ایکٹ میعاد سماعت ایکٹ نمبر ۱۵ سنہ ۱۸۷۷ء مین جسمین یہ حکم ہے کہ الفاظ دستخطی فریق مندرجہ دفعہ ۱۹ سے یہ مراد ہے کہ دستخط بذات خود یا بذریعہ مختار کے جو اس باب مین باضابطہ مجاز ہوگئے ہون قاعدہ تبدیل کیا" لیکن مجھکو یہ فرض کر لینے دو کہ ہم دفعہ ۵۹ کی تعبیر کرنیکے لئے دفعہ ۱۲۳ کی مدد لینے کے مستحق ہین اب دیکھنا چاہئے کہ اوس سے کیا مدد حاصل ہوتی ہے جیسا کہ مین تحریر کر چکا ہون جائداد غیر منقولہ کے ہبہ نامہ پر جو دستخط واہب کی طرف سے بلا اوسکی اجازت کے کئے جاوین صریحًا کارآمد نہونگے دستخط کے موثر ہونیکے لئے یہ ضرور ہے کہ وہ بذریعہ مختار کے جو باضابطہ مجاز ہوگئے جاوین۔ واضح ہو کہ اسٹیٹوٹ مین نسبت مختار ذی اختیار کے کچھ یقین بیان ہوا ہے کیونکہ بیشک واضعان قانون نے اس قاعدہ کی موجودگی تسلیم کی ہے جس سے ہر ایک فریق کو بذریعہ مختار دستخط کرنے کا اختیار دیا گیا ہے اور اس قاعدہ کی رو سے واہب اپنی طرف سے کسی اور شخص کو اپنے دستخط کرنے کا اختیار دے سکتا ہے اسلئے قاعدہ زیر بحث صریحًا گو واضعان ایکٹ کے ذہن مین تھا۔ اگر یہ قاعدہ واضعان ایکٹ کے ذہن مین تھا تو میری راے مین یہ ظاہر ہے کہ اگر راہن کی صورت مین اوسکا نفاذ خارج کرنا مقصود ہوتا تو ایکٹ مین یہ منشا بدین حکم ظاہر کر دیجاتی کہ راہن کے دستخط بذات خود یا بدست خود ہونگے لیکن واضعان قانون نے یہ ظاہر کرنے سے اجتناب کیا اور اسلئے میری یہ راے ہے کہ ایکٹ مین بجاے اسکے کہ کوئی ایسی چیز ہو جس سے اس قاعدہ کے خارج کرنے کا منشا ظاہر ہو معقول نتیجہ جو عبارت ایکٹ سے نکالا جا سکتا ہے بالکل بر خلاف ہے اگر دفعہ ۱۲۳ مین الفاظ "بذریعہ اپنے مختار کے جو حسب ضابطہ اس بارہ مین مجاز ہو" لکھے گئے ہوتے تو مین اوس
۳۲۸ دلیل کو جو رسپانڈنٹان کی جانب سے پیش کی گئی بہتر طرح سے سمجھ سکتا مقدمہ ملکہ معظمہ بنام دی جسٹسز آف کنگسٹ (۱) مین بحث دستخط مختار پر غور کیا گیا تھا۔ اوس مقدمہ مین لارڈ لیوس

(۱) (سنہ ۱۸۸۲ء) لا رپورٹ کوئنس بنچ جلد ۸ صفحہ ۳۰۵۔

سنہ ۱۹۰۲ء

دیوزائن رائے
بنام
کوکر ہند
اسٹینلی صاحب چیف جسٹس

کے کمشنران نے کل آراضیات کی بابت جو اونکے علاقہ اختیار سماعت کے اندر واقع تہین کچہ روپیہ فی ایکڑ کی ایک شرح مقرر کی تہی اور منجملہ دیگر آراضیات کے مسمی ویلز کی اراضیات کی تشخیص کیگئی تہی اس تشخیص کی ناراضی سے دیلز نے کوارٹر سشن مین اپیل کیا مطابق احکام دفعہ اول اسٹیٹوٹ سنہ ۱۲ و ۱۳ جلوس وکٹوریا باب ۴۵ جسکے مطابق اپیل دائر کیا گیا تہا نوٹس اپیل کا بنام کوارٹر سشن کے تحریری ہونا چاہئے اور اوسپر دستخط شخص یا اشخاص نوٹس دہندہ یا اوس مرد یا عورت یا اونکے اٹرنی کے اوس مرد یا عورت یا اونکی طرف سے ہونے چاہئین۔ اوسمقدمہ مین نوٹس اپیل پر ویلز کے نام دستخط اوسکے اٹرنی کے محرر نے ویلز کی اجازت سے کئے تہے کمشنران کیجانب سے یہ عذر کیا گیا تہا کہ نوٹس اپیل کا ناکافی تہا کیونکہ اپیلانٹ کے دستخط اوسکے ہاتہ کے لکہے ہوئے نہ تہے کوارٹر سشن نے یہ تجویز کی کہ نوٹس اپیل کا ناقص ہے اور اپیل کو ڈسمس کیا بعدہٗ جاری ہوئے ایک حکم کے بنام جسٹسان مقام کنٹ کے واسطے اظہار وجہ اس امر کے کہ کیون ایک حکمنامہ مشعر اس حکم کے اونکے نام جاری نہو کہ وہ ویلز کے اپیل کی سماعت تجویز بر بناے روئداد کرادین عدالت کونسل بنچ جسمین بلیکبرن صاحب جسٹس وکوین صاحب جسٹس وارکی بالڈ صاحب جسٹس اجلاس فرماتے یہ تجویز کی کہ نوٹس اپیل جسپر اپیلانٹ کے نام کے دستخط اوسکے اٹرنی کے محرر نے باجازت اپیلانٹ کئے تہے کافی ہے بلیکبرن صاحب جسٹس نے اپنی تجویز میں یہ تحریر کیا اسمین شک نہین کہ بموجب قانون رواجی کے جب کوئی شخص دوسرے شخص کو اپنی طرف سے دستخط کرنے کا اختیار دیتا ہے تو اسطرح دستخط کرنیوالے شخص کے دستخط شخص اختیار دہندہ کے دستخط ہوتے ہین تاہم ایسی صورتین ہو سکتی ہین جنمین اسٹیٹوٹ کے مطابق ذاتی دستخط کی ضرورت ہو پہر وہ مقدمہ ہانڈ بنام جانسن کا بطور ایسے مقدمہ کے حوالہ دینے مین جو ایسے اسٹیٹوٹ کے منشا مین داخل ہوتا ہے جسکے بموجب ذاتی دستخطونکی ضرورت ہے اور بحوالہ مقدمہ متدائرہ عدالت مکاونہون نے یہ تحریر کیا صورت حال مین کلارک نے جسکو اپیلانٹ کیجانب سے اختیار حاصل تہا اوسکی طرف سے دستخط کئے اور یہ دستخط قانون رواجی کے بموجب کافی ہین پس اسٹیٹوٹ میں بہی امر مجہے ایسا معلوم نہین ہوتا جس سے ذاتی دستخطونکی ضرورت ہو پس حکم اظہار وجہ قطعی کیا جاے کوین صاحب جسٹس نے یہ فرمایا۔ میری یہی راے ہے ہمکو مناسب نہین ہے کہ اس قاعدہ مندرجہ قانون رواجی کو محدود کرین یعنی یہ جو ۳۲۶
شخص کام بذریعہ دوسرے کے کرتا ہے گویا خود کرتا ہے بجز اسکے کہ اسٹیٹوٹ کی رو سے ذاتی

۱۹۰۲ء

دیوزان رائے
بنام
کوکرنیلڈ
ایلنبلی صاحب چیف
جسٹس

دستخط کا ہونا ضروری ہو۔ ارکی بالڈ صاحب جسٹس نے یہ تحریر کیا میری رائے مین یہ مقدمہ قانون کی واجبی قاعدہ کے اندر آتا ہے یعنی یہ کہ جو شخص کام بذریعہ دوسرے کے کرتا ہے گویا خود کرتا ہے اور اسٹیٹوٹ مین کوئی شے ایسی نہین ہے جو اس مسئلہ کے نفاذ کو محدود کرے۔ مقدمہ ہیلٹر نہ ویلس (۱) اسی قسم کا سوال متعلق قواعد دیوالہ مصدرہ ۱۸۸۳ء پیدا ہوا تھا۔ قاعدہ ۲۵۱ مین یہ لکھا ہے کہ دائن کی عرضی بموجب نمونہ نمبر ۱ مندرجہ تتمہ ساتھ ایسی ترمیمات کے جو بموجب حالات ضروری ہون ہوگی" نمونہ نمبر ۱ مین یہ حکم ہے کہ عرضی پر دستخط سائل کے ہونگے اور اوسکے دستخط کی تصدیق ایک گواہ کرے گا اور فقرہ تصدیق مین حسب ذیل الفاظ ہین "سائل نے میرے رو برو دستخط کیے" اس مقدمہ مین ایک شخص مسمی ولیم رچرڈس نے بمقابلہ ایک شخص مسمی ویلس کے جو کاروبار شہر لندن مین کرتا تھا بحیثیت دیوالہ درخواست دی تھی۔ عرضی پر اسطرح دستخط تھے "ولیم رچرڈس بذریعہ اپنے اٹرنی ٹامس بکٹن رچرڈس" دستخطون کی تصدیق ایک گواہ نے کی تھی اور فقرہ تصدیق حسب ذیل تھا "سائل نے میرے رو برو بذریعہ اپنے اٹرنی ٹامس بکٹن رچرڈس کے دستخط کیے" مدیون نے درخواست کی نسبت یہ عذر کیا کہ اوسپر حسب ضابطہ دستخط جیسے کہ بموجب قاعدہ ۱۲۵ ہونے چاہیین نہین ہین۔ رجسٹرار نے اس عذر کو نامنظور کیا۔ اسپر مدیون نے اپیل کیا عدالت اپیل نے جسمین بیگلے صاحب جسٹس ولبوون صاحب جسٹس و فرائی صاحب لارڈ جسٹس اجلاس فرماتے یہ قرار دیا کہ درخواست پر حسب ضابطہ دستخط ہین اور قرضخواہ کی درخواست دیوالہ پر اوسکے حسب ضابطہ مقرر کردہ اٹرنی کے دستخط اوسکی طرف سے ہو سکتے ہین۔ بیگلے صاحب لارڈ جسٹس نے اثناے اپنے فیصلہ مین یہ تحریر کیا "امر دوم یہ ہے کہ آیا درخواست دیوالہ پر سائل کی طرف سے اوسکے اٹرنی کے دستخط کافی ہین یا نہین مجھکو کچھ شبہہ نہین ہے کہ وہ کافی ہین بشرطیکہ مختارنامہ مین دستخط کرنے کا اختیار دیا گیا ہو" نیز مقدمہ ہو ٹلی یا ٹسرز لمیٹڈ (۲) مین یہ قرار دیا گیا تھا کہ دفعہ ۱۱ ایکٹ کمپنی مصدرہ ۱۸۶۲ء کی تعمیل مختار کے دستخط سے ہو جاتی ہے اس ایکٹ کی دفعہ مین یہ حکم ہے کہ کوئی سات یا زیادہ اشخاص جو کسی جایز غرض کے واسطے شریک ہوے ہون یادداشت شراکت پر اپنا نام لکھنے سے اور اس ایکٹ کی ضروریات دربارہ رجسٹری کی دیگر نوع سے تعمیل کرنے سے جماعت سند یافتہ بن سکتے ہین اور دفعہ ۱۱ مین یہ حکم ہے کہ یادداشت شراکت پر دستخط ہر حصہ دار کے موجودگی کم از کم ایک گواہ کے ہونگے اور وہ انکی تصدیق ۳۳۰

(۱) (۱۸۸۹ء) لا رپورٹ کوئنس بنچ ڈویژن جلد ۲۳ صفحہ ۲۲ (۲) (۱۸۸۲ء) لا رپورٹ چانسری ڈویژن جلد ۲۰ صفحہ ۳۳۷

۱۹۰۲ء

دیو نراین رائے
بنام
گوکر نند
ہینلی صاحب چیف جسٹس

کرے گا'' یہ بحث کی گئی کہ بموجب اسٹیٹوٹ کے ذاتی دستخط ہر حصہ دار کے ہونے چاہیئین اور اس بحث کی تائید مین مقدمہ ہائڈ بنام جانسن پر استدلال کیا گیا لیکن عدالت سے باجلاس کاٹن صاحب لارڈ جسٹس و یونس صاحب لارڈ جسٹس و فرائی صاحب لارڈ جسٹس بالاتفاق یہ قرار دیا گیا کہ چونکہ ایکٹ کمپنی ہا سنہ ۱۸۶۲ء مین کوئی بات ایسی نہین ہے جس سے یہ ظاہر ہو کہ واضعان قانون کا یادداشت پر دستخط کرانیکے طریقہ کی نسبت کوئی خاص منشا تھا لہذا یہ معمولی قاعدہ کہ دستخط بذریعہ مختار کافی ہین متعلق ہے - لارڈ جسٹس بوین صاحب بحث قانونی کے متعلق اپنے فیصلہ مین یہ بیان کرتے ہین - اپیلانٹ نے یہ بحث کی ہے کہ کسی شخص کے واسطے یہ کافی نہین ہے کہ یادداشت شراکت پر بذریعہ مختار کے دستخط کرے بلکہ یہ ضرور ہے کہ وہ خود اوسپر دستخط کرے - ہر صورت مین جہان کسی ایکٹ مین دستخطونکی ضرورت ہو یہ محض سوال تعبیر بموجب شرائط خاص ایکٹ کے ہے کہ آیا اوسکے الفاظ کی تعمیل مختار کے دستخط سے ہوتی ہے یا نہین بعض مقدمات مین بعض ایکٹون کے مطابق عدالتون نے یہ نتیجہ نکالا ہے کہ ذاتی دستخط کی ضرورت ہے بعض دیگر مقدمات مین دیگر ایکٹون کے مطابق اونہون نے یہ قرار دیا ہے کہ دستخط بذریعہ مختار کافی ہین'' بوقت اظہار رائے نسبت مقدمہ ہائڈ بنام جانسن کے وہ بیان کرتے ہین ''مقدمہ ہائڈ بنام جانسن کا فیصلہ اس بنا پر ہوا تھا کہ لارڈ ٹینٹرڈین کے ایکٹ کو اسٹیٹوٹ متعلقہ دغا کے ساتھہ پڑہنا چاہیئے جسمین دستخط مختار کا صریحاً ذکر ہے اور اسلیئے اس فقرہ کی نسبت جسمین مختار کا ذکر نہین ہے یہ خیال کرنا چاہیئے کہ ذاتی دستخطونکی ضرورت ہے - اسٹیٹوٹ موجودہ مین اس بارہ مین کچھ نہین لکھا ہے کہ یادداشت شراکت کا کیا کرنا چاہیئے جس سے یہ معلوم ہو کہ واضعان قانون کا دستخط کے طریقہ کی نسبت کچھ خاص منشا تھا''

ان نظائر سے مجھکو یہ لاکلام معلوم ہوتا ہے کہ اگر کوئی صریح علامت یا اظہار اس امر کا نہین ہے کہ واضعان قانون کا منشا یہ ہے کہ دستخط ذاتی دستخط ہون تو قانون رواجی یا قاعدہ جو شخص کام بذریعہ دوسرے کے کرتا ہے گویا خود کرتا ہے متعلق ہونا چاہیئے اگر اس صورت مین واضعان قانون کا یہ منشا ہوتا کہ ناخواندہ راہن کو کس حالت مین اپنے نام کے دستخط کرنے کے واسطے کسی دوسرے شخص سے کام لینے کا استحقاق حاصل ہو تو میری رائے مین اونہون نے دفعہ مین بعد لفظ دستخط کے بعض ایسے الفاظ جیسے کہ ''بذات خود'' یا ''بدست خود'' یا مثل اسکے داخل کرکے اپنا منشا ظاہر کر دی ہوتی لیکن ان الفاظ مثل کا جنکا ہم نے حوالہ دیا دفعہ ۱۲۳ مین داخل کرنا میری رائے مین یہ نتیجہ نکالنے کے واسطے

سنہ ۱۹۰۲ء
دیو نرائن سنگھ بنام گوکرن سنگھ ۱۹۰۱
اسٹینلی صاحب چیف جسٹس

کہ واضعان قانون کا منشا دفعہ ۵۹ سے اس قاعدے کے متعلق نہ کرنے کا تھا بالکل ناکافی وجہ ہے۔ اس ہائی کورٹ کے ایک مقدمہ میں جو درج رپورٹ نہیں ہوا ہے لچھمی لال بنام جواہر لعل اپیل دوم نمبر ۴۳ بابت سنہ ۱۸۹۵ء اس عدالت کے ایک اجلاس نے جسمیں میں صاحب بسائی ناکس صاحب و برکٹ صاحب شریک تھے اس خاص امر کا فیصلہ کیا اور قرار دیا کہ ناخواندہ راہن کیطرف سے کاتب دستاویز کا اوسکی درخواست سے رہن نامہ پر دستخط کرنا حسب منشائے دفعہ ۵۹ کے جائز ہے۔ حکام موصوف نے اپنے فیصلہ میں یہ تحریر فرمایا کہ "یہ صحیح ہے کہ دستخط کرنے کا دستی کام اس صورت میں دوسرے کے ہاتھ سے انجام پایا تھا لیکن عورت نے اپنے افعال سے یہ تسلیم کیا کہ یہ کام اوسکی رضامندی سے اور اوسکے واسطے کیا گیا تھا اور اسطرح وہ اوسی کا کام ہے۔ جو فرق کہ حکام موصوف نے الفاظ مندرجہ دفعہ ۵۹ اور اون الفاظ میں جو دفعہ ۱۲۳ ایکٹ نمبر ۴ سنہ ۱۸۸۲ء میں ہیں اخذ کیا ہے وہ ہم اخذ نہیں کر سکتے۔

میں نے اوس رائے کی نسبت جو بمجلس ناکس صاحب نے بمقدمہ موتی بیگم بنام منور آور سنگھ اختیار کی تھی کچھ نہیں تحریر کیا ہے کیونکہ ہمارے روبرو رسپانڈنٹوں کی جانب سے بحث کا سلسلہ تقریر میں اس رائے پر استدلال نہیں کیا گیا ہے اور میں نگاہ میں یہ حاکم ذیشان موصوف اب اوسکی تائید نہیں کرتے ہیں بلحاظ الفاظ اور غرض ایکٹ انتقال جائداد اور اوسکی تاریخ کے مجھکو کوئی معقول وجوہ دفعہ ۵۹ کی وہ تعبیر محدود کرنیکی معلوم نہیں ہوتی جو مقدمہ موتی بیگم بنام منور آور سنگھ اختیار کی گئی تھی اور بہ تعظیم تمام اپنے بمجلس ناکس صاحب کی رائے سے میری یہ رائے ہیں کہ وجوہ مندرجہ بالا اوس مقدمہ کے فیصلہ کی تائید نہیں ہو سکتی ہے پس میں یہ تجویز کرتا ہوں کہ اپیل کو منظور کروں گا اور عدالت ہائے ماتحت کی ڈگریات کو منسوخ کرکے مقدمہ عدالت ابتدائی کو بغرض تجویز بقیہ امور واپس کروں گا۔

ناکس صاحب جسٹس۔ بمقدمہ موتی بیگم بنام منور آور سنگھ (۱) میں میں نے اپنے فیصلہ میں یہ تحریر کیا تھا کہ الفاظ دفعہ ۵۹ ایکٹ انتقال جائداد سنہ ۱۸۸۲ء میں یہ حکم ہے کہ ایسی دستاویز پر جسکے بطور رہن نامہ موثر کرنے کا منشا ہو دستخط یا تو خود راہن کے ہوں یا قدر وہیں یا کسی ایسے شخص کے جسکو راہن نے پورا اختیار اپنی طرف سے اور اپنے واسطے کاروائی کرنیکا دیا ہو فریقین میں سے یہ تجویز کی تھی کہ یہ اختیار ایسا اختیار ہونا چاہئے کہ جسکے تا دیر تحریر میں درج ہو یہ نتیجہ میں نے زیادہ تر گو کہ نہیں مختلف عبارت مندرجہ دفعات ۵۹ و ۱۲۳ ایکٹ مذکور پر جو مباحث مبنی تھے اوسکی وجہ سے نکالا تھا لیکن دفعہ ۱۲۳ کے الفاظ جو اوسمیں مندرج ہیں اون کو زیادہ ۳۴۳

(۱) ویکلی نوٹس ۱۸۹۹ء صفحہ ۱۹۶

سنہ ۱۹۰۳ء
دیوزا اون راے
بنام
کوکر کنبد
ناگس صاحب چیف
جسٹس

غور سے ملاحظہ کرنے سے جیسی کہ چیف جسٹس صاحب ذیعلم نے اپنے اوس پر لیاقت و عمدہ مدلل فیصلہ مین جسکے مطالعہ سے مین مستفید ہوا ہون اور جس سے مجھکو اتفاق کلی راے ظاہر کی ہے مجھکو اطمینان ہے کہ الفاظ "جسپر دستخط (راہن) کے یا اوسکی طرف سے کسی اور شخص کے ہون" سے یہ منشا صراحتاً یا کنایتاً کبھی نہین تھا کہ وہ اور الفاظ "جسپر دستخط راہن کے ہون" ایک دوسرے کے نقیض ہون یا اون مین کوئی علامت اختلاف کی پائی جاے صورت ہذا مین ہمکو کوئی تعلق دفعہ ۱۲۳ سے نہین ہے۔ الفاظ مندرجہ دفعہ ۵۹ "جسپر دستخط راہن کے ہون" جب بطور خود پڑھے جاوین صاف اور ابہام سے خالی ہین چونکہ یہ صورت ہے لہذا ہمکو یہ لازم ہے کہ ہم یہ نتیجہ اخذ کرین کہ واضعان قانون کا یہی منشا تھا جو اونہون نے صاف صاف ظاہر کیا ہے اور ان الفاظ کی اسطرح تعبیر کرین جسطرح کسی اور دستاویز یا ایکٹ مین مجھکو اونکی تعبیر کرنی چاہیے اسطرح تعبیر کرنے سے اون سے یہ مراد ہے کہ دستخط راہن کے یا اوسکی طرف سے اور اوسکی اجازت سے اور شخص کے ہون۔ راہن کی ذات پر بھی اونکو محدود کرنیکے لئے یہ ضروری ہے کہ یا تو عبارت یا منشاے ایکٹ مین کوئی ایسا امر ہو جس سے یہ ظاہر ہو کہ فعل ذاتی مقصود تھا۔ دفعہ کی عبارت مین کوئی امر ایسا نہین ہے جس سے ایسا منشا ظاہر ہو اور نہ کوئی امر ایسا مجھکو معلوم ہے نہ کوئی ایسی بات مجھکو بتائی گئی ہے جس سے یہ ظاہر ہو کہ ایسا منشا واضعان ایکٹ کے ذہن مین تھا ایکٹ کا بیان اوسکی تمہید مین اسطرح کیا گیا ہے کہ ایکٹ مذکور کا منشا یہ ہے کہ بعض اجزاے قانون متعلقہ انتقال جائداد بتراضی طرفین کی تنقیح اور ترمیم کیجاے قبل نفاذ ایکٹ نمبر ۴ سنہ ۱۸۸۲ء کے انتقال بذریعہ رہن کے صحیح اور جایز تھا خواہ اوسکی تکمیل راہن نے بذات خود کی ہو یا اوسکی طرف سے کسی اور شخص نے دستخط کرکے کی ہو۔ اگر اس آزادی کے کم کرنے کا منشا ہوتا تو صریح الفاظ محدودی استعمال کیے جاتے اور ہمکو ان الفاظ کی تعبیر سے نکالنے کے واسطے نہ چھوڑا جاتا جو ایکٹ کی ایک دوسری تمہید فقرہ مین ہین جو دیگر قسم کے انتقال کی بابت ہے اگر واضعان ایکٹ کا اوسوقت یہ منشا ہوتا کہ اس مشہور و معروف مسئلہ کے نفاذ کو کہ جو شخص کام بذریعہ دوسرے شخص کے کرتا ہے گویا خود کرتا ہے خارج کیا جاے تو وہ باسانی ایسا کرسکتے تھے اور اونہون نے ایسا کیا ہوگا کہ راہن نے طور پر اوسکی طرف سے کارروائی کرنے کے واسطے کسی تحریری دستاویز کا ہونا ہو گی کسی پیش کردہ قانون کے بموجب ضرورت نہین ہے۔ صورت

۱۹۰۲ء
دیو نرائن راے
بنام
کوکر بند ۳۳۳

حال مین دستخط کوکر بند راہن کے جو ناخواندہ شخص ہے کوکر بند کی ہدایت سے اوسکی موجودگی اور اوسکے کہنے کے مطابق کیے گئے تھے - پٹواری جس نے دستخط کرنے کا دستی کام کیا تھا گویا کوکر بند کا ہاتھ تھا - بدین وجوہ مین اوس حکم مین شریک ہوتا ہون جو چیف جسٹس صاحب و جسٹس بلیر صاحب نے تجویز کیا ہے۔

بلیر صاحب جسٹس - مجھکو بھی فرصت بابت چیف جسٹس صاحب کی تجویز کے پڑہنے کا استفادہ حاصل ہوا ہے اور مین حکم مجوزہ حاکم موصوف اور اون وجوہ سے جنپر وہ مبنی ہے اتفاق کرتا ہون۔

بنرجی صاحب جسٹس - یہ اپیل اوس نالش سے پیدا ہوا ہے جو اپیلانٹ نے واسطے دلا پانے دخل اراضی تعدادی تین بیگہ و چند بسوہ بطور مرتہن برنباے دستاویز رہن سادہ مورخہ ۲۵ - اگست ۱۸۹۶ء جو رسپانڈنٹ کوکر بند نے بالعوض مبلغ ۔/۔ اون کے حق مین تحریر کی تہی دائر کی تہی - دستاویز پر اوسکے دستخط نہین ہوئے تہے اور نہ اوسکی نشانی ہے لیکن اوسکے دستخط او سپر ایک شخص مسمی شیو نندن لال پٹواری نے کیے تہے یہ دریافت ہوا ہے کہ کوکر بند ایک ناخواندہ شخص ہے جو اپنا نام نہین لکھ سکتا ہے اور اوس نے پٹواری شیو نندن لال کو جو کاتب دستاویز ہے اپنے دستخط او سپر کرنے کی اجازت دی - دستاویز کی شرائط کے مطابق سود کے ادا نکیے جانے کی وجہ سے نالش ہذا بنام راہن بلا شمول اہیم بابعد راہن کے دائر کیگئی مدعاعلیہم نے جواز رہن کی نسبت اس وجہ سے اعتراض کیا کہ وہ بموجب احکام دفعہ ۵۹ - ایکٹ انتقال جائداد مجریہ ۱۸۸۲ء کے عمل مین نہین آیا تہا ہر دو عدالتہاے ماتحت نے اس عدالت کے فیصلہ صادرہ مقدمہ موتی بیگم بنام زور آور سنگہ (۱) پر استدلال کرکے اس اعتراض کو منظور کیا ہے اور نالش ڈسمس کی ہے فیصلہ محولہ بالا بلا شبہہ فیصلہ عدالتہاے ماتحت کی تائید ہوتی ہے مگر یہ تحریر کیا جا سکتا ہے کہ اس عدالت سے اپیل دوم نمبر ۴۴۸ سنہ ۱۸۹۵ء منفصلہ ناکس صاحب جسٹس و برکٹ صاحب جسٹس مصدرہ ۳ - اپریل ۱۸۹۷ء مین اوسکے خلاف راے ظاہر کی تہی افسوس ہے کہ مقدمہ مذکور درج رپورٹ نہین کیا گیا۔

چونکہ شبہات بنسبت صحت نظیر مقدمہ موتی بیگم بنام زور آور سنگہ کے ہین لہذا اس مقدمہ کی نسبت اجلاس مکمل سے رجوع کیا گیا جس امر کا کہ ہمکو فیصلہ کرنا ہے وہ یہ ہے کہ آیا جبکہ زر اصل جسکے ادا کرنے کی کفالت کی گئی ہو ایک سو روپیہ یا اوس سے زیادہ ہو تو وہ کفالت بجز رہن نامہ کے جائز ہو سکتی ہے یا نہین اگر رہن نامہ پر دستخط ذاتی راہن کے

۱۹۰۰ء
دیونرائن رائے
بنام
شیونندن لال

تفریق صاحب
مسٹر جسٹس

ہون بلکہ اوسکی طرف سے مطابق اوسکی اجازت کے اور شخص سے کئے گئے ہون - اور ایسی اجازت بذریعہ کسی دستاویز تحریری کے نہ دی گئی ہو -

تعظیم تمام اون احکام ذیلکے جنمیں مقدمہ موتی بیگم بنام زور اور سنگھ کا فیصلہ کیا گیا ہے ہو نیکی بعد سے جو اونمین سے مقدمہ مذکور مین اختیار کی گئی بالاتفاق نہین کر سکتا نسبت احکام دفعہ ۵۹ ایکٹ انتقال جائداد کے ظاہر احکام ذیل سے وہی رائے قائم نہین کی ہے اور ناکس صاحب جسٹس کی یہی رائے تھی کہ واضعان قانون کا بالارادہ یہ منشا تھا کہ سواے راہن یا اور کسی شخص کے جسکو راہن نے بذریعہ دستاویز تحریری اپنی طرف سے بطور راہن عمل کرنے کے لئے پورا پورا اختیار دیا ہو کوئی دوسرا شخص ایسی دستاویز نہین تحریر کر سکتا مگر امین صاحب جسٹس نے یہ تجویز کی کہ دفعہ ۵۹ مین یہ حکم ہے کہ راہن کے ذاتی دستخط ہون میری رائے مین یہ تجویز کرنے کے لئے کوئی سند نہین ہے کہ اگر راہن نے کسی اور شخص کو اپنے دستخط رہن نامہ پر کرنیکے لئے اختیار دیا ہو تو اختیار مذکور بذریعہ دستاویز تحریری کے دیا جانا چاہئے - بموجب دفعہ ۴ ایکٹ انتقال جائداد کے اس ایکٹ کے ابواب و دفعات جو معاہدات سے متعلق ہین ایکٹ معاہدہ ہند ۱۸۷۲ء کے جز و سمجھے جائینگے - دفعہ ۱۸۷ ایکٹ معاہدہ ہند مین یہ حکم ہے کہ مختار کے اختیارات بذریعہ الفاظ تقریری یا تحریری کے بخشے جا سکتے ہین پس یہ صاف ظاہر ہے کہ مختار کو اپنے مالک کیطرف سے کام کرنیکے واسطے زبانی اختیار دیا جا سکتا ہے - مزید بران مختار کے فعل کو مالک منظور کر سکتا ہے اور حسب دفعہ ۱۹۶ ایکٹ معاہدہ کے ایسی منظوری کا وہی اثر ہوتا ہے کہ گویا وہ فعل مالک کی اجازت سے کیا گیا تھا بموجب دفعہ ۱۹۷ کے منظوری صراحتًا یا کنایتًا اوس شخص کے طریق عمل سے ہو سکتی ہے جسکی طرف سے فعل مذکور کیا جاے بمقدمہ ہذا راہن نے رہن نامہ کی تحریر سے اقبال کر کے اور رجسٹری کرا دینے سے شیونندن لال کے فعل کو منظور کیا - حسب مندرجہ بالا یہ بھی تجویز ہوئی ہے کہ گو کہ بندرا راہن نے شیونندن لال کو رہن نامہ پر اسپنے دستخط کرنیکا اختیار دیا تھا پس بموجب رائے ناکس صاحب جسٹس کے کہ رہن نامہ پر راہن کیطرف سے کسی ایسے دوسرے شخص کے دستخط جائز طور پر ہو سکتے ہین جسکو اس بارہ مین اختیار دیا گیا ہو رہن بمقدمہ ہذا جائز طور پر ہوا تھا اور وہ بوجہ اسکے کہ اختیار بذریعہ الفاظ تحریری کے نہین عطا کیا گیا تھا ناجائز نہین ہے -

سنہ ۱۹۰۲ع صفحہ ۳۴۵
ریونڈا کن رام
بنام
کرندیا
بنرجی صاحب جسٹس

بعد اسکے ہمکو اس امر پر غور کرنا ہے کہ آیا جیسی کہ اگمین صاحب جسٹس نے تجویز کی ہے دفعہ ۵۹ ایکٹ انتقال جائداد مین یہ حکم ہے کہ رہن نامہ پر خود راہن کے دستخط ہون ۔ دفعہ مذکور حسب ذیل ہے " جب اصل روپیہ جسکے ادا کرنے کے لیے جائداد مکفول ہوا ہے ایکسو روپیہ یا اوس سے زیادہ ہو تو اوسکا رہن صرف بذریعہ ایسے رہن نامہ رجسٹری شدہ کے ہو سکتا ہے جسپر دستخط راہن کے ہون اور تصدیق اوسکی کم سے کم دو گواہون نے کی ہو "

عام قاعدہ یہ ہے کہ ہر شخص بذریعہ مختار کے دستخط کر سکتا ہے مقدمہ ملکہ معظمہ بنام دی جسٹسز آف کنٹ (۱) مین بلیکبرن صاحب جسٹس نے یہ راے ظاہر کی " اس مین شک نہین کہ بموجب قانون رواجی کے جب کوئی شخص دوسرے شخص کو اپنی طرف سے دستخط کرنے کا اختیار دیتا ہے تو اسطرح دستخط کرنے والے شخص کے دستخط شخص اختیار دہندہ کے دستخط ہوتے ہین تاہم ایسی صورتین ہو سکتی ہین جن مین اسٹیٹوٹ کے مطابق ذاتی دستخطون کی ضرورت ہو " کوٹن صاحب جسٹس نے مقدمہ مذکور مین یہ تحریر کیا کہ ہمکو اس قاعدہ مندرجہ قانون رواجی کو محدود نہین کرنا چاہیے یعنی یہ کہ جو شخص کام بذریعہ دوسرے شخص کے کرتا ہے گویا خود کرتا ہے بجز اسکے کہ اسٹیٹیوٹ کی روسے ذاتی دستخطون کا ہونا ضروری ہو " آرکی بالڈ صاحب جسٹس نے اسی قسم کی راے ظاہر کی۔ مقدمہ بمعاملہ ہوٹلی یا جنرس لمیٹڈ (۲) مین کاٹن صاحب لارڈ جسٹس نے یہ تحریر کیا " میری راے مین یہ قرار دینا بیجا ہے کہ جس ایکٹ مین صرف دستخط کا ذکر ہوا ہے اوسکا اطلاق دستخط مختار سے نہین ہوتا " انھون نے یہ بھی تحریر کیا " فرض کرو کہ سات اشخاص ایک میز کے گرد دستاویز پر دستخط کرنیکی غرض سے بیٹھے ہین اور اون مین سے ایک شخص دوسرے شخص سے کہے اسپر میری طرف سے دستخط کردو کیا ہم یہ کہہ سکتے ہین کہ جو دستخط اس اختیار کے مطابق کیے گئے ناکافی ہین میری راے مین وہ بخوبی موثر ہین " یہ مقدمات یہ قرار دینے کے واسطے صاف نظیر ہین کہ جب کسی ایکٹ مین یہ حکم ہو کہ دستاویز پر مقر کے دستخط ہون تو صرف اس امر سے یہ ضروری نہین ہوتا کہ دستخط مقر کو بذات خود کرنے چاہیین - اس امر کی بابت جو ہمارے روبرو پیش ہے میری راے مین وہ دو مقدمات جنکا ذکر اوپر کیا گیا نہایت ہدایتی ہین اور مقدمہ ہالڈ بنام جالنس (۳) کی نسبت جسپر ریسپانڈنٹ کیجانب سے استدلال کیا گیا ہے زیادہ متعلق ہین ۔

(۱) ۱۸۷۳ع لا رپورٹ کوئنس بنچ جلد ۸ صفحہ ۳۰۵ (۲) ۱۸۹۶ع لا رپورٹ چانسری ڈویژن جلد ۲ صفحہ ۳۳۷

(۳) ۱۸۲۶ع مقدمات جدید مولفہ بنگہیم صاحب جلد ۳ صفحہ ۳۷۶

سنہ ۱۹۰۲ء
دیونراین راے بنام گوکربند
بنرجی صاحب جسٹس

مقدمہ ملکہ معظمہ بنام جسٹسز آف گزنٹ مین سوال یہ تھا کہ آیا ایک نوٹس اپیل جسپر اپیلانٹ کے نام سے اوسکے اٹرنی کے کلرک نے دستخط کیے ہون نہ خود اپیلانٹ نے وہ مطابق اسٹیٹوٹ سنہ ۱۲ و ۱۳ جلوس وکٹوریا باب ۴۵ دفعہ ۱ جسکے بموجب یہ ضروری تھا کہ عدالت کوارٹر سشن کو جو نوٹس اپیل دیا جاویگا وہ تحریری ہوگا اور اوسپر دستخط شخص یا اشخاص نوٹس دہندہ یا اوس مرد یا اوس عورت یا اوسکے اٹرنی کے منجانب اوس مرد یا اوس عورت یا اونکے ہونگے کافی ہین یا نہین یہ قرار دیا گیا تھا کہ کلرک کے دستخط جسکو اپیلانٹ کیطرف سے پورا اختیار تھا کافی ہین -

مقدمہ بمعاملہ بوٹیلی پارٹنرس لمیٹڈ مطابق ایکٹ کمپنی ہاے ۱۸۶۲ء کے تھا - اس ایکٹ کی دفعہ ۱۱ مین یہ حکم ہے کہ "یادداشت شراکت پر دستخط ہر حصہ دار بموجودگی کم از کم ایک گواہ کے ہونگے اور وہ اوسکی تصدیق کرے گا" اوسمقدمہ مین یہ بحث کی گئی تھی جیسی کہ اسمقدمہ مین منجانب رسپانڈنٹان بحث کی گئی ہے کہ چونکہ قوانین میں دستخط مختار کا کچھ ذکر نہین ہے ان عبارتون کا مطلب یہ ہونا ضروری ہے کہ دستخط حصہ دار کو خود کرنے چاہئین اور مقدمہ ہائڈ بنام جانسن کا حوالہ دیا گیا تھا حکام عالیمقام نے اس بحث کو نامنظور کرکے یہ تجویز کی کہ چونکہ ایکٹ کمپنی ہاے مین کوئی امر ایسا نہین ہے جس سے یہ ظاہر ہو کہ واضعان قانون کا یادداشت پر دستخط کرانیکے طریقہ کی نسبت کوئی خاص منشا تھا لہذا یہ معمولی قاعدہ کہ دستخط بذریعہ مختار کافی ہین متعلق ہے -

آیا واضعان قانون کا دفعہ ۵۹ ایکٹ انتقال جائداد کے وضع کرنیکے وقت رہن نامہ پر دستخط کرنیکے طریقہ کی نسبت کچھ خاص منشا تھا یعنی آیا اونکا یہ منشا تھا کہ دستخط راہن کے بذات خود ہونے چاہئین یہ عام طور پر معلوم ہے کہ اس ملک مین ناخواندہ شخص جب کوئی دستاویز تحریر کرتا ہے تو وہ اپنے دستخط اپنی طرف سے کاتب سے کرا دیتا ہے اور خود صرف قلم چھو دیتا ہے اور ایسے دستخط خود بطور دستخط مقر کے سمجھے جاتے ہین (دیکھو گور صاحب کا مطبوعہ ایکٹ انتقال جائداد صفحہ ۲۶۶) یہ امر کہ یہی صورت ہے اس امر سے بھی عیان ہے کہ بجز مقدمہ موتی بیگم بنام نور اور سنگھ اور اوس مقدمہ غیر مطبوعہ کے جسکا پیشتر حوالہ دیا جا چکا ہے جہانتک کہ ہمکو آگاہی ہے اس عدالت مین کوئی اور مقدمہ نہین ہوا جسمین موتی بیگم کے مقدمہ کے فیصلہ سے پہلے جواز رہن نامہ کی نسبت اوس بنا پر جو اب پیش کی گئی ہے اعتراض کیا گیا ہو اور اوسمقدمہ کے فیصلہ کے بعد یہ اعتراض اوسکی بنا پر بسبب سے مقدمات مین جو اب اس

سنہ ۱۹۰۲ع
دیونرائن راے
بنام
گوکل چند
بنرجی صاحب جسٹس
۲۳۷

عدالت مین دائر ہین کیا گیا ہے۔ مین یہ اور تحریر کرتا ہون کہ مجھکو کوئی مقدمہ ایسا معلوم نہین ہے نہ کسی ایسے مقدمہ کا حوالہ دیا گیا ہے جو کسی دیگر عدالت ہائی کورٹ سے منفیصل کیا ہو جسمین یہی اعتراض جو ہمارے روبرو پیش کیا گیا ہے کیا گیا ہو یا جسمین وہ راے جو مقدمہ موتی بیگم اختیار کی گئی تھی منظور کی گئی ہو۔ ممکن ہو کہ آیا واضعان قانون کا دفعہ ۵۹ وضع کرنے سے مقصود تھا کہ موجودہ دستور منسوخ کیا جاے اور طریقہ جدید اختیار کیا جاے اس بحث کی تائید مین کہ واضعان قانون کا ایسا منشا تھا اوسی ایکٹ کی دفعہ ۱۲۳ کا حوالہ دیا گیا ہے جسمین حکم ہے کہ واسطے ہبہ کرنے جائداد غیر منقولہ کے ضرور ہے کہ اوسکا انتقال بذریعہ دستاویز رجسٹری شدہ کے ہو جسپر دستخط واہب کے یا اوسکی طرف سے کسی اور شخص کے ہون اور کم سے کم دو گواہون سے اوسکی تصدیق ہوئی ہو۔ دونون دفعات کی عبارت کے فرق اور دفعہ ۱۲۳ مین "یا اوسکی طرف سے کسی اور شخص کے" جو دفعہ ۵۹ مین نہین لکھا ہے استعمال کرنے سے یہ اصرار کیا جاتا ہے کہ قانوناً یہ ضرور ہے کہ بصورت رہن راہن کے ذاتی دستخط ہون۔ اس بحث کی بابت اول یہ بیان کیا جا سکتا ہے کہ چونکہ دونون دفعات مختلف معاملات کی بابت ہین لہذا جو عبارت ان مین سے ایک مین استعمال کی گئی ہے بموجب معمولی قواعد تعبیر دوسری کی تعبیر کرنیکے واسطے بطور رہنما نہین متصور ہو سکتی۔ دوم الفاظ "اوسکی طرف سے کسی اور شخص کے" دفعہ ۱۲۳ مین میری راے مین فضول ہین۔ "بہت سی مثالین پائی جا سکتی ہین جن مین احتیاطاً قوانین مین احکام درج کیے گئے ہین" (ملاحظہ کرو رسالہ ہارڈکیسل صاحب بابت تعبیر قانون تحریری طبع دوم صفحہ ۱۲۱) دفعہ ۱۲۳ ہماری راے مین ایسی مثالون مین سے ایک ہے علاوہ ازین اس تعبیر دفعہ ۵۹ کو جسکے لیے رسپانڈنٹان بحث کرتے ہین اختیار کرنے سے ظاہرا بے عنوانی عظیم پیدا ہوگی۔ بموجب دفعہ ۱۲۳ کے ہبہ جسکی رو سے ایک شخص اپنے آپکو اپنی کل جائداد سے محروم کر سکتا ہے بذریعہ ایک ایسی دستاویز کے جائز طور پر ہو سکتی ہے جسپر دستخط اوسکے بذات خود نہوے ہون بلکہ اوسکی طرف سے اوسکے مختار کے ہوے ہون۔ بیع کی حالت مین جس سے بائع کی جائداد غیر منقولہ قطعاً منتقل ہو جاتی ہے اوسکے ذاتی دستخطون کی ضرورت نہین ہے نہ بصورت پٹہ یا تبادلہ جائداد غیر منقولہ یہ ضروری ہے مگر ہمسے یہ تجویز کرنیکی استدعا کی گئی ہے کہ رہن کی صورت مین جس سے مراد صرف انتقال حق واقع جائداد غیر منقولہ بغرض اطمینان اداے اوس روپیہ کے ہے جو قرض لیا گیا ہو واضعان قانون نے یہ ضروری سمجھا ہے کہ راہن کے ذاتی

سنہ ۱۹۰۲ء
دیونرائن رائے
بنام
گوکر چند
۳۳۸
بنرجی صاحب و خدابخش

دستخط ہونے لازمی ہیں جیسا لارڈ میکناٹن صاحب نے مقدمہ کمشنران خاص غرض انکم ٹیکس بنام پیمسل (۱) مین یہ تحریر کیا وہ تعبیر جس سے ایسا خیالی نتیجہ پیدا ہو بلا معقول وجہ اختیار نہین کرنی چاہیئے ریسپانڈنٹ کی طرف سے کوئی بھی وجہ واضعان قانون کی نسبت ایسے بیضابطہ احکام منسوب کرنیکے واسطے نہین بیان کی گئی ہے۔ اور مقدمہ موتی بیگم بنام زور اور سنگھ مین میرے بھائی ایکن صاحب تسلیم کرتے ہین کہ وہ نہین سمجھہ سکتے کہ کیون واضعان قانون نے رہن کی صورت مین ایسا فرق کیا۔ اسلیئے مین یہ تجویز نہین کر سکتا کہ دفعہ ۱۲۳ مین الفاظ اوسکی طرف سے کسی اور شخص کے درج کرنے اور دفعہ ۵۹ سے الفاظ مذکور ترک کرنے سے واضعان قانون کا دفعہ اخر الذکر مین مختلف قاعدہ اوس قاعدہ سے جو دفعہ اول الذکر مین مندرج ہے قایم کرنیکا منشا تھا کونسل ذیعلم ریسپانڈنٹ نے نظیر مقدمہ ہانڈ بنام جانسن (۲) اور نظیر پریوی کونسل مقدمہ لچھمی بخش رائے بنام رنجیت رام پانڈے (۳) جسمین مقدمہ ہانڈ بنام جانسن کی تقلید کی گئی تھی بہت استدلال کیا اونہون نے مقدمہ بدھو بھوشن بوس بنام عنایت منشی (۴) پر بھی استدلال کیا تھا مقدمات مذکور قانون میعاد سماعت کے متعلق تھے اور اس اصول پر فیصل ہوئے تھے کہ جب کوئی قانونی ممانعت ہو اور اس ممانعت کے لیئے کوئی قانونی استثنا بذریعہ کسی قسم کے اقرار کے ہو تو اقرار کے موثر ہونے کے واسطے یہ ضرور ہے کہ وہ ٹھیک ٹھیک بموجب عبارت اسٹیٹوٹ کے ہو (رسالہ بننگ صاحب بابت میعاد مقدمات طبع دوم صفحہ ۳۸ ملاحظہ طلب) لہذا قاعدہ تعبیر کا جو مقدمات محولہ مین اختیار کیا گیا تھا شل مقدمہ ہذا کے متعلق ہونا قرار نہین دیا جا سکتا نیز نسبت اقرار کے حسب مراد قانون میعاد سماعت کے ظاہرا آیرلینڈ مین یہ تجویز ہوئی تھی کہ اگر کوئی شخص مالک کے نام کے دستخط اوسکی ہدایت سے اوسکے روبرو کرے تو وہ کافی ہے کیونکہ شخص دستخط کنندہ کو بطور ہاتھہ یا آلہ خود مالک کے اور نہ بطور اوسکے مختار کے تصور کرنا چاہیئے (مقدمہ لیمی آف کارپوریشن آف ڈبلن بنام ہیچ (۵) جنکا رسالہ مصنفہ ڈربی دیوزا کی صاحبان متعلق قوانین میعاد سماعت طبع دوم صفحہ ۳۸۲ مین حوالہ دیا گیا) نسبت سند مقدمہ مذکور کے بننگ صاحب کے قانون میعاد سماعت طبع دوم صفحہ ۲۷۱ مین اوس عام قاعدہ کے متعلق جو ایک وقت مین رائج تھا کہ اقرار پر ضرور ہے کہ دستخط مدیون کے بذات خود ہون لکھا ہے کہ "باوجود اسکے اظہار دستخط

(۱) لا رپورٹ سنہ ۱۸۹۱ء مقدمات اپیل مجموعہ سلسلہ ۵۸۷ (۲) ۱۸۳۶ء مقدمات جدید مولفہ بنگہیم صاحب جلد ۲ صفحہ ۷۶۷
(۳) ۱۸۷۲ء ویکلی رپورٹر جلد ۲ پریوی کونسل صفحات ۱۰۵ تا ۱۳۷ (۴) ۱۸۹۸ء ویکلی رپورٹر جلد ۸ صفحہ ۱

(۵) لا رپورٹ آئرلینڈ جلد ۱۱ صفحہ ۰

سنہ ۱۹۰۲ء
ویونیرانن رہ ۲۰۹
بنام
گوکرنبد

بذریعہ مختار مالک کی عین ہدایت و نگرانی مین اسطرح ہوسکتے ہین کہ وہ درحقیقت مالک کے دستخط ہوون خصوصًا جسصورت مین شخص آخرالذکر بوجہ بیماری یا کسی اور وجہ سے خود دستخط کرنیکے قابل نہو میری راے مین دفعہ ۵۹ - ایکٹ انتقال جائداد کی روسے راہن کے ذاتی دستخط ضرور نہین ہین اور یہ کہ اگر رہن نامہ پر اوسکے دستخط کسی اور شخص نے بموجب اوسکے کہنے کے لئے ہون تو وہ درحقیقت خود راہن کے دستخط ہونگے اور رہن جایز قائم کرنیکے واسطے کافی ہونگے - بتعظیم تمام مین خیال کرتا ہون کہ مقدمہ موتی بیگم بنام زورا ورسنگہ کا فیصلہ غلط ہوا تھا اور وہ منسوخ ہونا چاہئیے مین اپل کو منظور اور ڈگریات عدالت ہاے ماتحت کو منسوخ کرونگا اور مقدمہ کو عدالت مرافعہ اولی مین روئداد پر فیصل ہونیکے واسطے واپس بھیجونگا -

ایکمن صاحب جسٹس - اس مقدمہ مین افسوس ہے کہ علاوہ اوس راے سے اختلاف ہے جو چیف جسٹس صاحب ذیعلم اور میرے ہم جلیسان ذیعلم نے قائم کی ہے اپل مین جو امر کہ فیصل کرنا ہے وہ مختصر ہے یعنی آیا ایکٹ نمبر ۴ سنہ ۱۸۸۲ء مین یہہ حکم ہے کہ رہن نامہ پر مقر کے ذاتی دستخط ہون مین نے پیشتر اسکی بابت بمقدمہ موتی بیگم بنام زور اورسنگہ (۱) اپنی راے ظاہر کی ہے مین نے کونسل ذیعلم اپیلانٹان کی بحث جو دفعہ ۵۹ - ایکٹ مذکور و احکام ایکٹ معاہدہ پر مبنی ہے سماعت کی لیکن اونکی بحث گو وہ پُر کار تھی میری دقتون کے رفع کرنے یا مجھکو اوس نتیجہ سے جو مین نے مقدمہ متذکرہ بالا مین نکالا تھا انحراف کرنیکی ترغیب دینے سے قاصر رہی - یہ نتیجہ نہایت فکر و غور و بہت کراہت سے نکالا گیا تھا -

جو فیصلہ مین نے اوسمقدمہ مین صادر کیا تھا اوسمین مجھکو بہت کچھ ایزاد نہین کرنا ہے - بمقدمہ ملکہ معظمہ بنام دی جسٹس آف کنٹ (۲) بلیکبرن صاحب جسٹس نے یہ تحریر کیا "اسمین شک نہین کہ بموجب کامن لا جب کوئی شخص دوسرے شخص کو اپنی طرف سے دستخط کرنیکا اختیار دیتا ہے تو اسطرح دستخط کرنیوالے شخص کے دستخط شخص اختیار دہندہ کے دستخط ہوتے ہین تاہم ایسی صورتین ہوسکتی ہین جن مین اسٹیچوٹ کے مطابق ذاتی دستخطون کی ضرورت ہو" مقدمہ معاملہ ہوٹلی پارٹنرس لمیٹڈ (۳) مین بوین صاحب لارڈ جسٹس نے یہ تحریر کیا "ہر مقدمہ مین جب کسی ایکٹ کی روسے دستخط ضروری ہون تو بحث متعلق تعبیر بلحاظ شرایط اس خاص ایکٹ کے ہے کہ آیا اوسکے الفاظ کا ایفاد دستخط مختار سے ہوتا ہے یا نہین ۳۴۰ پس یہ ظاہر ہوگا کہ باوجود اس مسئلہ کے کہ جو شخص کام بذریعہ دوسرے کے کرتا ہے گویا خود کرتا ہے ایسے ایکٹ ہوسکتے ہین جن مین مقر کے ذاتی دستخط ضروری ہون اور یہان فیصلہ طلب یہ امر ہے کہ آیا ایکٹ

(۱) ویکلی نوٹس سنہ ۱۸۹۵ء صفحہ ۱۹۶
(۲) (سنہ ۱۸۹۲ء) لا رپورٹ کوئنس بنچ جلد ۱ صفحہ ۳۰۵
(۳) (سنہ ۱۸۹۶ء) لا رپورٹ چانسری ڈویژن جلد ۱ صفحہ ۳۲۷

سنہ ۱۹۰۲ء

دیو نرائن رائے بنام گوکر بند

ایکمن صاحب جسٹس

نمبر ۴ سنہ ۱۸۸۲ء کی روسے رہن کی صورت مین ایسے دستخط ضرور نہین ۔ اگر ہمکو صرف دفعہ ۵۹ ایکٹ مذکور کی تعبیر کرنی ہوتی تو بعد آخر الذکر مقدمہ کی سند پر یہ نتیجہ نکالنے مین کچھ دقت نہوتی کہ احکام دفعہ کی کافی طور پر تعمیل ہوجاتی ہے اگر دستاویز پر راہن کے کہنے سے دستخط کئے گئے ہون لیکن وہ دفعہ تنہا نہین ہے مقدمہ ہانڈ بنام جانسن (۱) مین عدالت مجلہ سند الیگھات متعلق مضمون مذکور کے ایک ایکٹ پر غور کر رہی تھی چونکہ ان قوانین مین سے ایک مین دستخط مختار کا ذکر ہے اور دوسرے ایکٹ مین جو اسی قسم کا تھا ذکر نہین ہے یہ قرار دیا گیا تھا کہ آخر الذکر اسٹیٹوٹ کے مطابق ذاتی دستخط ضروری تہے ۔ مقدمہ موجودہ مقدمہ ہانڈ بنام جانسن سے بھی زیادہ قوی ہے کیونکہ اسمین ہمکو مختلف اسٹیٹوٹ پر غور کرنا نہین ہے بلکہ ایک ایکٹ واحد پر جو ایک ہی مضمون سے متعلق ہے غور کرنا ہے مقدمہ موجودہ زیادہ تر مساوی اون مقدمات کے ہے جو مطابق ایکٹ نمبر ۱۴ سنہ ۱۸۵۹ء کے فیصل ہوئے تہے ۔ اس ایکٹ مین اقرارات کے بارہ مین جو میعاد سماعت کی توسیع کرتے ہین دو اقرار دان کی نسبت دفعہ ۱۰ اور دفعہ تیجتی (۱۵) ہو دفعہ ۱۴ مین یہ حکم ہے کہ اقرار پر اوس شخص کے دستخط ہونے ضروری ہین جو اقرار کرے دفعہ ۱۹ مین ایک تیسرے اقرار کا ذکر ہے اور اس اخیر دفعہ مین یہ مرقوم ہے کہ اقرار پر یا تو دستخط شخص اقرار کنندہ کے ہون یا اوسکے مختار کے ۔ مقدمہ لچھمی بخش رائے بنام رنجیت رام پانڈے (۲) عدالت پریوی کونسل کو اس عذر پر غور کرنا تھا کہ اقرار جو دفعہ (۱۵) کے اندر آتا ہو اوسپر اگر بذریعہ مختار دستخط ہوئے ہون تو کافی ہے حکام عالیمقام نے یہ عذر نامنظور فرمایا ۔ اونہون نے تحریر کیا "اسٹیٹوٹ کی تعبیر موافق اوسکے صاف الفاظ کے ہونی ضرور ہے ۔ اسکے بموجب دستخط خود فریق یعنی مرتہن کے ہونے ضرور ہین اور یہ قرار دینا کہ اور کسی دستخط سے ان الفاظ کی تعمیل ہوجائیگی اوسکی غلط تعبیر کرنا ہے " حکام عالیمقام چیف جسٹس متفق الراے نے فیصلہ مقدمہ ہانڈ بنام جانسن (۱) سے جسکا اوپر حوالہ دیا گیا ہے ایک مختصر فقرہ متعلق نقل کیا ہے جو حسب ذیل ہے اسلئے جب ہم دیکھتے ہین کہ اسٹیٹوٹ مین جو اب زیر غور ہے صرف مذکرہ صرف فریق کے دستخط کا ہے ہم خیال کرتے ہین کہ اسٹیٹوٹ کے ٹھیک الفاظ کا پابند رہنا زیادہ محفوظ تعبیر ہے اور اگر ہم اوسکے نفاذ کو ان تحریرات سے متعلق کرین جنپر فریق ذایل موا خذہ کے دستخط نہ ہوئے ہون بلکہ اوسکے مختار کے دستخط ہوئے ہون تو ہم قانون وضع کرینگے نہ اوسکی تعبیر کرینگے " حکام عالیمقام فرماتے ہین کہ اونہون نے ۳۴۱
بالکل وہ اصول تعبیر اختیار کیا ہے جو اونہون نے قرار دیا تھا کہ مقدمہ پیش شدہ سے متعلق ہے ۔

(۱) (۱۸۳۶ء) ۲ مقدمات جدید مولفہ بنگہیم صاحب جلد ۲ صفحہ ۲۷۷ (۲) (۱۸۷۳ء) ۲۰ ویکلی رپورٹر پریوی کونسل صفحہ ۳۷۵

سنہ ۱۹۰۲ء

دیوزائن رائے
بنام
کوکرہند

ایکمن صاحب جسٹس

بمقدمہ بدہو ہوشن بوس بنام غایت ملستی (۱) دفعہ ۳۴ ایکٹ نمبر ۱۴ مصدرہ سنہ ۱۸۵۹ء کے اثر پر غور کرنا تھا۔
پیکاک صاحب چیف جسٹس اور ہاب ہاؤس صاحب جسٹس اس رائے پر متفق ہوئے کہ قانون
بنانا ہوگا نہ اوسکی تعبیر کرنا اگر اوس دفعہ کے نفاذ کو اون اقرارون سے متعلق کیا جائے جنپر فریق
قابل مواخذہ کے دستخط نہون بلکہ اوسکے مختار کے دستخط ہوئے ہون۔ مقدمہ موجودہ مین ہمکو ایک
ایکٹ واضعان قانون ہند کی تعبیر بابت مضمون انتقالات جائداد بتراضی طرفین کے کرنی ہے
ایک قسم کے انتقال کی نسبت واضعان قانون نے یہ وضع کرنا مناسب سمجھا کہ ضروری دستاویز
پر لازم ہے کہ مقر کے دستخط ہون دوسری قسم کے انتقال کی نسبت واضعان قانون نے ضروری دستاویز
پر مقر یا اوسکی طرف سے کسی اور شخص کے (ملاحظہ کرو دفعہ ۱۲۳) دستخط ہونیکی اجازت دینا مناسب
سمجھا۔ یہ تسلیم کرنا چاہئے کہ دونون دفعات کی عبارت مین اسجگہہ ہم فرق صریح دیکھتے ہین جیسا کہ
میرے ہم جلیس بناکس صاحب نے اپنے فیصلہ مقدمہ موتی بیگم بنام زورآور سنگھ مین یہ تحریر کیا ہے
یہ قیاس کرنا ضرور ہے کہ یہ فرق عبارت ارادتاً تھا۔ میری رائے ناقص مین ہم اوس فرق کو
اثر پذیر کرنیکے پابند ہین۔ ہم نہین خیال کرتے کہ یہ قرار دینا بموجب صحیح قواعد تعبیر کے
ہوگا کہ واضعان قانون کا اون دو دفعات مین ایسی مختلف عبارت استعمال کرنے سے ٹھیک
ٹھیک وہی مطلب تھا یہ بیان کیا گیا ہے کہ اختلاف عبارت بے پروائی سے مسودہ بنانیکی
وجہ سے ہوگیا ہوگا۔ میری رائے مین کوئی عدالت ایسا قیاس کرنیکی مستحق نہین ہے لیکن
اگر واضعان قانون نے غلطی کی ہے تو میری رائے ناقص مین واضعان قانون ہی کا
منصب ہے نہ عدالتون کا کہ اس غلطی کی تصحیح کرین۔ لارڈ برہم صاحب نے بمقدمہ
کرافرڈ بنام اسپونر (۲) یہ تحریر کیا تھا۔ "ہم واضعان قانون کے ایکٹ کی عبارت ناقص کی
تائید نہین کرسکتے ہم اوسمین اضافہ و ترمیم نہین کرسکتے اور تعبیر کرنے سے ان نقصون کو پورا نہین
کرسکتے جو اوسمین چھوڑے گئے ہین"۔ بوجوہ مندرجہ بالا و نیز بوجوہ دیگر مندرجہ فیصلہ مقدمہ
موتی بیگم بنام زورآور سنگھ میری یہ رائے ہے کہ عدالت ہائے ماتحت نے بلحاظ عبارت
ایکٹ نمبر ۴ سنہ ۱۸۸۲ء یہ تجویز صحیح کی تھی کہ کوئی جائز رہن نہین ہوا اور مین یہ اپیل
مع خرچہ ڈسمس کرونگا

اپیل ڈگری کیا گیا اور مقدمہ واپس بھیجا گیا۔

(۱) سنہ ۱۸۶۴ء ویکلی ریپورٹر جلد ۱ صفحہ ۱
(۲) سنہ ۱۸۴۶ء مقدمات پریوی کونسل مور صاحب جلد ۱ صفحہ ۹

صیغہ اپیل دیوانی

۲۴ فروری ۱۹۰۲ء
صفحہ کتاب انگریزی ۳۴۲

باجلاس ناکس صاحب جسٹس و بلیر صاحب جسٹس

تیج سنگھ وغیرہ (مدعا علیہم) بنام چھبیلے رام (سائل) +

مجموعہ ضابطہ دیوانی دفعات ۲ و ۳۷۲ و ۵۸۸ (۲۱) حکم مشعر منظوری عذر مطابق دفعہ ۳۷۲ حکم یا ڈگری - اپیل -

میوہ رام نے بنام تیج سنگھ وغیرہ نالش دائر کی - اس نالش میں یکطرفہ ڈگری ہوئی لیکن مجموعہ ضابطہ دیوانی کی دفعہ ۱۰۸ کے مطابق ایک درخواست دی گئی تھی جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ ڈگری یکطرفہ منسوخ ہوئی اور نالش باز بنمبر سابق قائم کی گئی - نالش کے بازنمبر سابق قائم ہونے پر ایک شخص چھبیلے رام نے بطور منتقل الیہ حقوق مدعی ابتدائی عوضہ ہوکر مطابق دفعہ ۳۷۲ مجموعہ کے درخواست دی کہ خود اسکا نام بجائے میوہ رام کے بدرجہ مدعی قائم کیا جاوے - مدعی اس درخواست کی جوابدہی نہیں کی لیکن مدعا علیہم نے عذر کیا اور درخواست نامنظور ہوئی بعد ازاں اسی روز نالش ڈسمس ہوئی چھبیلے رام نے اپنی درخواست کی نامنظوری کے حکم عدالت کی ناراضی سے مطابق دفعہ ۲ و ۳۷۲ مجموعہ ہذا اپیل کیا - اسکا اپیل منظور ہوا اور اسکا نام درج مسل کیا گیا - ظاہرا یہ اپیل بھی بطور ایک اپیل بنا راضی ڈگری صادرہ نالش تصور کیا گیا اور عدالت نے مطابق دفعہ ۵۶۲ مجموعہ ہذا حکم مشتمر واپسی نالش بغرض تجویز روئداد کی صادر کیا -

بر طبق اپیل بناراضی حکم ہذا یہ تجویز ہوئی کہ عدالت ماتحت اپیل میں کوئی اپیل بناراضی حکم عدالت مرافعہ اولی مشتمر منظوری عذرات مدعا علیہم بنسبت درخواست چھبیلے رام مطابق دفعہ ۳۷۲ مجموعہ ضابطہ دیوانی نہیں ہوسکتا نہ ایسا حکم حسب معنی دفعہ ۲ کے ڈگری ہے مقدمات موتی رام بنام کندن لال (۱) و اندو متی بنام گیا پرشاد (۲) ممیز نہ کئے گئے مقدمہ ملت مومن راے بنام سوبھگ چند چودہری (۳) کا حوالہ دیا گیا -

مقدمہ ہذا میں ایک شخص مسمی میوہ رام نے نالش واسطے نیلام بر بنیاے رہن نامہ بنا

+ اپیل اول نمبر ۴۳ سنہ ۱۹۰۱ء بناراضی حکم ایل جی الیوس صاحب جج ضلع علی گڈھ مورخہ ۱۷ نومبر سنہ ۱۹۰۰ء
(۱) (سنہ ۱۹۰۱ء) انڈین لاء رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۲۳ صفحہ ۳۸۰ (۲) (سنہ ۱۸۹۶ء) انڈین لاء رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۹ صفحہ ۱۴۲
(۳) (سنہ ۱۹۰۰ء) کلکتہ ویکلی نوٹس جلد ۴ صفحہ ۳۴۳

سنہ ۱۹۰۲
تیج سنگھ
بنام
چھبیلے رام ۳۴۳

تیج سنگھ وغیرہ دائر کی اس نالش کی اول یکطرفہ ڈگری ہوگئی لیکن مجموعہ ضابطہ دیوانی کی دفعہ ۱۰۸ کے مطابق درخواست گذرنے پر یکطرفہ ڈگری مذکور منسوخ ہوگئی اور مقدمہ کی دوبارہ سماعت ہوئی نالش کے بازبہ نمبر سابق قائم ہونے پر ایک شخص چھبیلے رام نے عدالت مین یہ درخواست گذرانی کہ میوارام مدعی ابتدائی کے نام کے بجائے اوسکا نام درج کیا جاوے کیونکہ میوارام نے اپنے کل حقوق متعلقہ شے متنازعہ نالش میرے یعنی سائل کے نام منتقل کر دیے ہین۔ اس درخواست کی نسبت مدعی نے کچھ اعتراض نہین کیا لیکن مدعاعلیہم نے عذر کیا اور بیان کیا کہ یہ انتقال فرضی ہے۔ انجام کار چھبیلے رام کی درخواست نامنظور ہوئی اور اوسی روز مگر حکم مذکورہ بالا کے صادر ہونیکے بعد نالش ڈسمس ہوگئی چھبیلے رام نے پھر اوس درخواست کی جو مطابق دفعہ ۳۷۲ مجموعہ ضابطہ دیوانی دی گئی تھی نامنظوری کے حکم کی ناراضی سے اپیل کیا اس اپیل پر صاحب جج ضلع علی گڈہ نے چھبیلے رام کا نام درج مسل کیا اور پھر ظاہرا اوس اپیل کو بناراضی ڈگری مصدورہ نالش کے تصور کرکے دفعہ ۵۶۲ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے مطابق حکم واپسی صادر کیا۔ اس حکم واپسی کی ناراضی سے مدعاعلیہ نے ہائیکورٹ مین اپیل دائر کیا۔

پنڈت سندر لال منجانب اپیلانٹ

مسٹر عبد المجید و منشی گوبند پرشاد منجانب رسپانڈنٹ۔

ناکس صاحب جسٹس و بلیر صاحب جسٹس۔ جس نالش سے یہ اپیل پیدا ہوا ہے اوسمین میوارام مدعی و تیج سنگھ وغیرہ مدعاعلیہم فریق ابتدائی تھے نالش یکطرفہ ڈگری ہوگئی تھی لیکن مجموعہ ضابطہ دیوانی کی دفعہ ۱۰۸ کے مطابق منسوخی ڈگری یکطرفہ اور مقدمہ کے دوبارہ سماعت ہونیکے واسطے درخواست دی گئی تھی۔ اس درخواست مین کامیابی ہوئی نالش کے بازبہ نمبر سابق قایم ہوتے پر رسپانڈنٹ حال چھبیلے رام نے یہ بیان کرکے کہ مدعی نے اپنے حقوق میرے نام منتقل کیئے ہین یہ استدعا کی کہ میرا نام درج مسل کیا جاوے۔ مدعی اپنے نام کے بجائے چھبیلے رام کا نام درج ہونیکے واسطے رضامند ہوگیا برخلاف اسکے مدعاعلیہم نے عذر کیا اور یہ بحث کی کہ انتقال فرضی ہے اسلیے درخواست جو مطابق دفعہ ۳۷۲ کے دی گئی تھی وہ نامنظور ہوئی اور اوسی روز لیکن حکم مذکورہ بالا کے صادر ہونیکے بعد نالش ڈسمس ہوگئی چھبیلے رام نے پھر بناراضی حکم نامنظوری درخواست کے جو مطابق دفعہ ۳۷۲ دی گئی تھی اپیل کیا۔ یہ اپیل منظور ہوا اور اوسکا نام درج مسل ہوگیا۔ ظاہرا کچھ ابتری ہوئی جسکی وجہ نہین بیان کی گئی ہے

سنہ ۱۹۰۲ء
تیج سنگھ
بنام
چھبیلے رام ۳۴۴

کیونکہ عدالت اپیل ماتحت کے روبرو وقت سماعت اپیل کے یہ معاملہ اپیل بناراضی ڈگری تصور کیا گیا تھا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ حکم مطابق دفعہ ۵۶۲ کے صادر ہوا جسکی رو سے نالش عدالت مرافعہ اولی مین بر بناے رویداد فیصل ہونیکے واسطے واپس بھیجی گئی اور اس نوبت پر اور اس حکم کی ناراضی سے یہ اپیل احکام اول دائر ہوا ہے

ہمارے روبرو یہ عذر ابتدائی پیش کیا گیا ہے کہ اپیل نہین ہوسکتا اور جو حکم مطابق دفعہ ۵۶۲ کے صادر کیا جاے اوسکی ناراضی سے اپیل نہین ہوسکتا لیکن مسل کے پہر ملاحظہ کرنے سے ہمکو یہ واضح ہوتا ہے کہ عدالت اپیل ماتحت نے نالش مین جو ڈگری صادر ہوئی تہی اور جسکی ناراضی سے دفعہ ۵۴۰ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے مطابق بلاشبہ اپیل ہوسکتا ہے اسکی نسبت تجویز کی ہے پس اب جس امر پر ہمکو غور کرنا ہے وہ در اصل یہ ہے کہ آیا عدالت اپیل ماتحت اوس حکم کی ناراضی سے جس سے رسیپانڈنٹ کو مقدمہ مین بطور مدعی قائم کرنے سے انکار کیا گیا کوئی اپیل سماعت کر سکتی تہی یا نہین۔

دفعہ ۵۸۸ ضمن (۲۱) مین یہ حکم ہے کہ حکم مشعر نامنظوری عذر مطابق دفعہ ۳۷۲ کی ناراضی سے اپیل ہوسکتا ہے لیکن چونکہ اس دفعہ کے مطابق کسی حکم کی ناراضی سے اپیل نہین ہوسکتا سواے اونکے جنکا بالخصوص ذکر دفعہ ۵۸۸ مین ہے لہذا نتیجہ یہ ہوا اور یہ بہی قرار دیا جا چکا ہے کہ مطابق دفعہ ۵۸۸ مجموعہ مذکور حکم مشعر نامنظوری عذر دفعہ ۳۷۲ کی ناراضی سے اپیل نہین ہوسکتا۔

مقدمہ موجودہ مین ایسا ہی حکم ہے لیکن ہمارے روبرو مقدمہ موتی رام بنام کندن لال (۱) کا حوالہ دیا گیا ہے۔ اُن حکام ذیعلم کی راے مین جنہون نے مقدمہ مذکور فیصل کیا تہا وہ حکم پیش شدہ ایسا حکم تہا کہ جس سے استحقاق قایم مقامی متدعویہ سائل مطابق دفعہ ۳۷۲ کا تصفیہ ہوتا تہا اندر وہ ڈگری کی حد تک جیسی کہ اوسکی تعریف دفعہ ۲ مین مندرج ہے پہونچتا ہے۔ ظاہرا احکام موصوف پر فیصلہ صادر کرنے مین مقدمہ اندرمتی بنام گیا پرشاد (۲) کا اثر پڑا مقدمہ اندرمتی بنام گیا پرشاد پر ہائیکورٹ کلکتہ نے بمقدمہ ململت موہن راے بنام سوہک چند چودہری (۳) غور کیا تہا۔ عدالت موصوف نے یہ تجویز کی تہی کہ جو مقدمہ اونکے روبرو پیش تہا اوسکے واقعات اُن واقعات سے جو بمقدمہ اندرمتی بنام گیا پرشاد ظاہر کئے گئے بہت مختلف تہے اونکے روبرو اجراے ڈگری

(۱) انڈین لارپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۲۴ صفحہ ۲۸۰ سنہ ۱۹۰۲ء (۲) انڈین لارپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد صفحہ ۱۴۲ سنہ ۱۸۹۶ء
(۳) کلکتہ ویکلی نوٹ جلد ۳ صفحہ ۳۰۲ سنہ ۱۹۰۲ء

۱۹۰۲ء
تیج سنگھ
بنام
چھبیلے رام ۳۴۵

کے متعلق کوئی امر پیش نہین تہا کیونکہ جسوقت درخواست نامنظور ہوئی تہی اوسوقت تک کوئی ڈگری صادر نہین ہوئی تہی اور کوئی قطعی فیصلہ نالش مین نہین صادر کیا گیا تہا۔ اسلیئے وجوہ فیصلہ مقدمہ اندومتی بنام گیا پرشاد اوسمقدمہ سے جو اونکے روبرو تہا متعلق نہین ہین اور اونکی رائے مین بخوبی قابل تمیز ہین۔

اسمقدمہ مین جو ہمارے روبرو پیش ہے گو یہ درست ہے کہ یکطرفہ ڈگری ہوئی تہی لیکن وہ ڈگری منسوخ ہوگئی تہی اور اسلیئے اوسکا کوئی وجود نہین رہا تہا۔ جس حالت مین کہ وہ اسطرح معدوم الوجود ہوگئی تہی چھبیلے رام نے اپنی درخواست داخل کی۔ اوسکا نام مسل مین درج کرنیکی اجازت کی نامنظوری گو اوسکے حق متدعویہ کا باضابطہ اظہار فیصلہ ہو لیکن جہان تک کہ عدالت اظہار کنندہ کا اس سے تعلق تہا اوس سے نالش کا تصفیہ نہین ہوا۔ فیصلہ نالش فوراً اس حکم سے ہوا جسکے مطابق نالش ڈسمس ہوئی تہی اور جو چھبیلے رام کے دعوی شامل نالش کیئے جانیکے حکم متضمن فیصلہ کے بعد صادر ہوا تہا۔ مقدمہ اندومتی بنام گیا پرشاد درحقیقت ایک نظیر ہے جسمین یہ قرار دیا گیا تہا کہ حکم مصدرہ مطابق دفعہ ۳۷۲ کا کوئی اپیل نہین ہوسکتا اور اس لحاظ سے وہ چھبیلے رام رسپانڈنٹ کے خلاف ہے۔ اوسمقدمہ مین جسکی رپورٹ انڈین لاء رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۲۲ صفحہ ۳۷۰ مین بصفحہ ۳۸۰ ہے ڈگری موجود تہی اور درخواست مطابق دفعہ ۳۷۲ اوس ڈگری کے صادر ہونیکے بعد دیگئی تہی علاوہ ازین سائلان نے اپنے نام مسل مین درج کرانیکی عدالت مرافعہ مین کوشش نہین کی بہرحال مقدمہ سوتی رام بنام کندن لال کے واقعات وہی نہین ہین جو ہمارے روبرو ہین چھبیلے رام نے اپنی درخواست اپیل کا عنوان اسطرح لکہا تہا کہ گویا کل ڈگری مصدرہ جج ماتحت کی ناراضی سے اپیل تہا۔ مقدمہ سوتی رام بنام کندن لال مین سائل کی صرف یہ استدعا تہی کہ اپیل دائر کرنیکی اجازت عطا کیجاوے اور اس درخواست کی نامنظوری کے حکم کی بابت اسعدالت نے اوسوقت کارروائی کی تہی۔ یہ امر حکم اخیر کے الفاظ سے ظاہر ہے جو حسب ذیل ہے "ہم حکم دیتے ہین کہ سائلان کے نام اب درج مسل کیئے جاوین اور ہم مسل عدالت جج ضلع مین بدین ہدایت واپس بہیجتے ہین کہ اس امر کا فیصلہ کیا جاوے کہ یادداشت اپیل مورخہ ۲۴ اگست ۱۸۹۷ء منظور ہونی چاہیئے یا نہین اور اگر منظور کیجاوے تو اپیل کی سماعت و تجویز بموجب قانون کے کیجاوے"

ہمکو یہی ثابت کرنا کافی ہے کہ اس مقدمہ کے واقعات اون واقعات سے جو ہمارے روبرو پیش ہوے ہین مختلف ہین وہ نیز واقعات مقدمہ اندومتی بنام گیا پرشاد سے بھی مختلف ہین اور ہمارا فیصلہ ان دو امور پر مبنی ہے (اول) حکم مشعر منظوری عذر مطابق دفعہ ۳۷۲ کی ناراضی سے کوئی اپیل مطابق دفعہ ۵۸۸ ضمن (۲۱) جائز نہین ہے اور (دوم) حکم مصدرہ مقدمہ موجودہ دفعہ ۲ کے معنی مین ڈگری نہین ہے یعنی ایسا فیصلہ نہین ہے کہ جس سے جہان تک اوسکا تعلق عدالت صادر کنندہ سے تہا اُس نالش کا تصفیہ جو بوقت صدور حکم روبرو عدالت دائر تہی ہوگیا ہو۔

ہم اپیل کو معہ خرچہ ڈگری کرتے ہین اور فیصلہ عدالت اپیل ماتحت کو منسوخ کرتے ہین

اپیل ڈگری کیا گیا۔

سنہ ۱۹۰۲ء
تیج سنگہ
بنام
چہبیا رام
۳۴۶

صیغہ نظر ثانی فوجداری

باجلاس ناکس صاحب جسٹس و بلیر صاحب جسٹس

بمعاملہ شیخ امین الدین +

۱۸ مارچ سنہ ۱۹۰۲ء

صفحہ کتاب انگریزی ۳۴۱

مجموعہ ضابطہ فوجداری دفعات ۴۳۵ و ۴۳۸ و ۴۳۹ - عملدرآمد - نظر ثانی -

استصواب منجانب مجسٹریٹ ضلع حکم برأت مصدرہ مجسٹریٹ ماتحت پر دوبارہ غور کرنیکی سفارش کے بارہ مین -

مجسٹریٹ ماتحت کے حکم برأت کی صورت مین جب لوکل گورنمنٹ اپیل نکرے یا مجسٹریٹ ضلع لوکل گورنمنٹ کو اپیل کرنیکے واسطے تحریک نکرین تو ہائیکورٹ مجسٹریٹ ضلع کا استصواب بموجب دفعہ ۴۳۸ مجموعہ ضابطہ فوجداری عموماً براہ راست نہ سنے گی -

یہ استصواب صاحب مجسٹریٹ ضلع علی گڈہ نے بموجب دفعہ ۴۳۸ مجموعہ ضابطہ فوجداری کیا ہے - حالات جن سے یہ استصواب پیدا ہوا مجسٹریٹ موصوف کے حکم مین حسب ذیل مندرج ہین -

۱۶ - نومبر سنہ ۱۹۰۱ء کو سات گندے لکڑی - تین سرس کے اور چار نیم کے شیخ امین الدین لایا تہا جسوقت وہ رسل گینج کی چونگی کی چوکی کے پاس سے گذرے تو چہوٹی چہکڑے جن مین وہ لدے ہوئے تہے اہلکاران

+ استصواب صیغہ فوجداری نمبر ۱۴۹ سنہ ۱۹۰۲ء

سنہ ۱۹۰۲ء
بمعاملہ شیخ امین الدین

چنگی نے ادائے محصول کے واسطے روک دئے بحث یہ پیدا ہوئی کہ آیا ان کندون کا محصول ہیزم سوختنی کی شرح سے تین پائی فی روپیہ اونکی مالیت پر لیا جاوے۔ یا عمارتی مصالحہ کی شرح سے آٹھ پائی فی روپیہ کے حساب سے۔ محرر چنگی اور سپرنٹنڈنٹ چنگی کی رائے جو اتفاقاً موقع پر آگیا یہ ہوئی کہ وہ عمارتی مصالحہ ہے اور اوسپر اسی شرح سے محصول لینا چاہیے ملزم امین الدین بہی وہان آگیا تہا اور اوس نے چاہا کہ محصول ہیزم سوختنی کی شرح سے لیا جاوے اس تنازع کا اختتام اسطرح ہوا کہ ملزم نے تحکمانہ لہجہ اختیار کرکے اہلکاران چنگی کو حکم دیا کہ ان کندون کا ہیزم سوختنی کی شرح سے جو اوس نے بیان کیا کہ وہ ہین محصول لے لو اہلکاران چنگی نے اپنی راے کے برخلاف اسکو مان لیا اور کندونکو کم محصول ادا ہونے پر شہر مین جانے دیا۔ حالانکہ استغاثہ مین یہ بیان کیا گیا ہے کہ وہ ہیزم سوختنی کے کندے نہ تہے اور اسلئے اوپر عمارتی مصالحہ کی شرح سے محصول لینا چاہیے تہا صبح کی گشت مین سکرٹری میونسپلٹی کو یہ حالات دریافت ہوئے اور اوس نے چیرمین صاحب کو رپورٹ کی سکرٹری کے حکم سے وہ گٹھے ملزم کی لکڑی کی دکان سے اوٹہوا کر میونسپلٹی کے مال گودام مین جہان وہ اختتام مقدمہ تک رکھے رہے رکہوا دئے گئے۔ دو روز بعد خود چیرمین صاحب نے مال گودام کا معائنہ کیا اور وہ گٹھے ملاحظہ کئے اور اس بات سے مطمئن ہو کر کہ وہ ہیزم سوختنی نہین ہین شیخ امین الدین پر استغاثہ دائر کرنے کا حکم دیا کیونکہ اسبات کا کوئی شبہہ نہین ہوسکتا تہا کہ شیخ امین الدین جو خود سوداگر لکڑی کا ہے ایسی غلطی ان کندون کے استعمال کی نسبت کرسکتا تہا اور دیدہ و دانستہ ایسے غلط بیان کرنے کا سبب اداے محصول واجب سے بچنا ہی ہوسکتا ہے۔

مقدمہ کی تجویز بدہور صاحب اسسٹنٹ مجسٹریٹ نے کی اور ملزم کو مختلف وجوہ پر جنکا اب لکھنا ضروری نہین ہے بری کیا۔

مجسٹریٹ ضلع نے حکم برأت کو بالکل غلط خیال کرکے مقدمہ مین ہائیکورٹ سے استصواب کیا اور استدعا کی کہ حکم برأت منسوخ کیا جاوے۔

برطبق اس استصواب کے۔

مسٹر کالون نے منجانب بری شدہ شخص کے یہ عذر ابتدائی پیش کیا کہ ہائیکورٹ برطبق نگرانی دست اندازی نہین کرسکتی کیونکہ حکم برأت مصدرہ اسسٹنٹ مجسٹریٹ کی ناراضی سے لوکل گورنمنٹ اپیل دائر کرسکتی تہی اونہون نے مجموعہ ضابطہ فوجداری کی دفعہ ۴۳۹ ضمن ۵ کا حوالہ دیا۔

اسسٹنٹ گورنمنٹ ایڈوکیٹ (مسٹر پورٹر) نے استصواب کی تائید مین یہ بحث کی کہ استصواب ہذا کی سماعت گو وہ بطور کارروائیات صیغہ نگرانی خیال کیا جاے لیکن وہ اوس

سنہ ۱۹۰۲ء
بمعاملہ شیخ امین الدین

فریق کیجانب سے جو اپیل کر سکتا تھا نہین ہے۔ مجسٹریٹ ضلع (جسکو لوکل گورنمنٹ سے مخلوط انکا جانا چاہئے) اپنے اسسٹنٹ کے حکم سے اپیل نہین کر سکتے تھے لیکن بموجب دفعہ ۴۳۵ مجموعہ ضابطہ فوجداری کے وہ مسل طلب کر سکتے ہین اور بموجب دفعہ ۴۳۸ مجموعہ مذکور وہ مسل کا معائنہ کر سکتے ہین اور اس معائنہ کے نتیجہ کی رپورٹ ہائیکورٹ کو صدور احکام کے واسطے کر سکتے ہین۔ اس امر سے کہ مسل زیر معائنہ کا اختتام اتفاقاً حکم برأت سے ہو یا نہ حکم ثبوت جرم سے کوئی فرق نہین ہوتا۔

ناکس صاحب جسٹس و بلیر صاحب جسٹس ۔ اس استصواب کی سماعت کی بابت ایک عذر ابتدائی کیا گیا ہے۔ یہ بحث کی گئی ہے کہ احکام فقرہ اخیر دفعہ ۴۳۹ متعلق ہین۔ ہم اس عذر کے منظور کرنے کے واسطے آمادہ نہین ہین اور نہ یہ کہنے کیواسطے آمادہ ہین کہ ہم کسی حالت مین صرف اسوجہ سے کہ جو کچھ اس فقرہ مین لکھا ہے استصواب کی سماعت نکرینگے ۔ اسکے ساتھ ہی یہ امر باقی رہتا ہے کہ لوکل گورنمنٹ کو اس برأت کے حکم کی اراضی سے اپیل کرنیکا اختیار تھا جبصورت مین کہ لوکل گورنمنٹ یہ ضابطہ نہین اختیار کرتی یا جسصورت مین کہ مجسٹریٹ لوکل گورنمنٹ کو یہ ضابطہ اختیار کرنیکے واسطے اُن مقدمات مین جن مین وہ اختیار کیا جا سکتا ہے تحریک نہین کرتے اور براہ راست ہمارے حضور مین بھیجدیتے ہین ہم عموماً مناسب سمجھتے ہین کہ اپنے اختیارات نگرانی استعمال نکرین۔ ہم اس استصواب کی سماعت کرنے سے انکار کرتے ہین مسل واپس بھیجدیجاے۔ ۳۴۸

اجلاس کامل

سنہ ۱۹۰۲ء
۲ - اپریل

باجلاس سر جان اسٹینلی صاحب نیٹ چیف جسٹس و بلیر صاحب جسٹس و برکٹ صاحب جسٹس

بمعاملہ درخواست پدم دت جوشی +

صفحہ کتاب انگریزی ۳۴۸

ایکٹ نمبر ۱۸ سنہ ۱۸۷۹ء (ایکٹ متعلق اشخاص قانون پیشہ) دفعات ۶ و ۸ - ایکٹ نمبر ۱۴ معدہ سنہ ۱۸۷۴ء (ایکٹ اضلاع مندرجہ فہرست) دفعات ۵ و ۶ - مجملہ قواعد متعلقہ کمایون مورخہ ۲۲ جولائی سنہ ۱۸۹۴ء ۲۶ و ۱۱ - اختیار ہائیکورٹ نسبت درج فہرست کئے جانے نام وکلا کے ملک کمایون اور گڈھوال مین -

واسطے اغراض ایکٹ اشخاص قانون پیشہ سنہ ۱۸۷۹ء کے کمشنر کمایون ہائیکورٹ ممالک کمایون اور گڈھوال کا ہے پس ایک وکیل جسکا نام ہائیکورٹ آف جوڈیکیچر ممالک مغربی و شمالی مین درج فہرست ہے بوجہ

+ مقدمہ متفرقہ نمبر ۷۵ بابت سنہ ۱۹۰۱ء

سنہ ۱۹۰۲ء

بمعاملہ درخواست پدم دت جوشی

اندراج مذکور کے مستحق کار پیشہ کرنیکا عدالت ہاے کمایون اور گڈھوال مین نہین ہے اور نہ ہائی کورٹ اف جوڈیکیچر ممالک مغربی وشمالی کو کوئی اختیار ہے کہ وہ کمشنر کمایون کے حکم مشعر انکار درج فہرست کرنے نام کسی وکیل کو جسکو استحقاق کار پیشہ کرنیکا عدالت ہاے کمایون اور گڈھوال مین ہو منسوخ کرے۔

یہ درخواست ایک شخص پدم دت جوشی ایک وکیل نے جسکا نام بحیثیت وکیل ہائی کورٹ ممالک مغربی وشمالی درج فہرست ہو چکا تہا باین استدعا پیش کی کہ بعض احکام کمشنر کمایون مشعر انکار درج فہرست کرنے اوسکے نام کے بحیثیت وکیل حسب دفعہ ۸ ایکٹ متعلق اشخاص قانون پیشہ ۱۸۷۹ء جنکی رو سے اوسکو عدالت ہاے سشن جج کمایون اور مجسٹریٹان ماتحت وجملہ محکمہ جات مال اور نیز عدالت کمشنر مین مقدمات مندرجہ قاعدہ ۱۱ منجملہ قواعد متعلقہ کمایون کی پیروی کرنیکی قابلیت حاصل ہو منسوخ کیے جاوین اور کمشنر کمایون کو یہ ہدایت کیجاے کہ وہ اوسکا نام بحیثیت وکیل کے درج فہرست کرلین اور اوسکو عدالت ہاے اور محکمہ جات مذکورہ مین کار پیشہ کرنیکی اجازت دین۔

ہائی کورٹ نے ۱۹ اگست ۱۸۹۶ء کو سائل کا نام بطور پلیڈر کے باضابطہ درج رجسٹر کیا بعدہ اوس نے چند درخواستین کمشنر کمایون کے روبرو پیش کین کہ اوسکو بطور پلیڈر گڈھوال یا نینی تال یا الموڑہ اور نیز کمایون مین کار پیشہ کرنیکی اجازت عطا کیجاے یہ درخواستین اسوجہ سے نامنظور ہوئین کہ کمشنر نے یہ مناسب نہین سمجہا کہ تعداد وکلا اور پلیڈران اونکی قسمت مین زیادتی ہو بنا راضی اس انکار کے سائل نے ہائی کورٹ مین اپیل پیش کیا۔

مسٹر اے ای رایوز نے منجانب کمشنر کمایون نسبت سماعت اپیل کے ایک عذر ابتدائی اس بنا پر پیش کیا کہ حکم جسکی ناراضی سے اپیل کرنیکی استدعا کی گئی ہے ایسا حکم ہے جو کمشنر کمایون نے باختیارات ہائی کورٹ کمایون مطابق ایکٹ نمبر ۶ سنہ ۱۸۷۹ء صادر کیا تہا۔

ہائی کورٹ ممالک مغربی وشمالی کو نسبت کمایون کے اختیار سماعت اپیل حاصل نہین ہے اونکا اختیار کمایون مین اس اختیار پر محدود ہے جو مجموعہ ضابطہ فوجداری و قواعد مرتبہ لوکل گورنمنٹ مطابق ایکٹ نمبر ۲۳ سنہ ۱۸۶۱ء مین محکوم ہے ان قواعد کے مطابق جو قانون کا اثر رکھتے ہین ہائی کورٹ ممالک مغربی وشمالی واسطے جملہ اغراض مجموعہ ضابطہ فوجداری وایکٹ وراثت ہند وایکٹ کمپنی ہاے متعلقہ ہند وایکٹ ریلوے ہاے متعلقہ ہند کے ہائی کورٹ کمایون مقرر کی گئی ہے اور کسی اور اغراض کے واسطے مقرر نہین کی گئی ہے جملہ دیگر اغراض کے لیے کمشنر کمایون ہائی کورٹ کمایون مقرر کیے گئے ہین لہذا واسطے اغراض ایکٹ متعلقہ اشخاص قانون پیشہ کے بھی مقرر رہین۔

۱۹۰۲ء

بمعاملہ درخواست پدم دت جوشی

ایکٹ متعلقہ اشخاص قانون پیشہ کی دفعہ ۸ مین یہ حکم ہے کہ جب ایک شخص قانون پیشہ کا نام ہائی کورٹ نے بطور ایسے شخص کے درج فہرست کیا ہو تو وہ مستحق ہوگا کہ ان جملہ عدالت ہاے ماتحت مین جو اوس ہائیکورٹ کے علاقہ حکومت صیغہ اپیل کی حدود اراضی کے اندر واقع ہون اپنا کارپیشہ کرے عدالتہاے کمایون ہائیکورٹ ممالک مغربی و شمالی کے علاقہ حکومت صیغہ اپیل کے بالعموم ماتحت نہین ہین وہ صرف بلحاظ چار ایکٹ ہاے مسبوق الذکر کے اسطرح ماتحت ہین ۔

۳۵۰ پنڈت بلدیو رام دیوے نے بجانب سائل کے یہ بحث کی کہ بہر حال جملہ معاملات فوجداری و نیز بعض مقدمات دیوانی مین کمایون وگڈھوال پر ہائیکورٹ ممالک مغربی و شمالی کو اختیار بصیغہ اپیل حاصل ہے پس ضرور ہے کہ ہائیکورٹ موصوف ہائیکورٹ متذکرہ دفعہ ۸ ایکٹ متعلقہ اشخاص قانون پیشہ خیال کیجاے ۔ چونکہ سائل کا نام ہائیکورٹ ممالک مغربی و شمالی نے فہرست مین بطور پلیڈر کے درج کیا تھا لہذا وہ مستحق ہے کہ بوجہ اوس اندراج کے جملہ عدالتہاے کمایون وگڈھوال مین نسبت معاملات مندرجہ بالا جنکی بابت ہائیکورٹ ممالک مغربی و شمالی کو عدالتہاے موصوف کی نسبت اختیارات اپیل حاصل ہین اپنا کارپیشہ کرنیکے واسطے داخل فہرست او رپہری ہو ۔ قواعد عدالت مورخہ ۱۴ اگست ۱۸۹۷ء سے بھی اس راے کی تائید ہوتی ہے کیونکہ قاعدہ ۲۵ کی روسے ظاہرا بوقت مرتب کئے جانے قواعد مذکور کے ہائیکورٹ نے اس امر پر غور کیا تھا کہ ہائیکورٹ کے ایک پلیڈر کا نام درج فہرست کرنے سے ہی اوسکو یہ استحقاق ہوگا کہ وہ اپنا کارپیشہ کسی عدالت ماتحت فوجداری اور کسی سررشتہ مال مین کل ممالک مغربی و شمالی مین جن مین عدالت ہاے فوجداری و مال کمایون وگڈھوال شامل ہین کرے ۔ سرٹیفکٹ جو سائل نے اسصورت مین حاصل کیا ایسا ہے جسکی روسے وہ جملہ عدالت ہاے ماتحت اور کل سررشتہ ہاے مال مین کارپیشہ کرنیکا مستحق ہے

مسٹر اسے ای رایوزنے جواب دیا ۔

الفاظ ہائیکورٹ مندرجہ دفعہ ۸ سے اوسی ہائیکورٹ سے مراد ہے جسکا دفعہ ۷ و دیگر دفعات ایکٹ مین ذکر ہے ہائیکورٹ جہان کہین استعمال کیا گیا اوس سے وہی ہائیکورٹ مراد ہے جس نے شخص قانون پیشہ کا نام درج فہرست کیا اگر او رطرح پڑھا جاے تو یہ بے عنوانی ہوگی کہ دو ہائیکورٹوں کو ایک ہی مقام مین اشخاص قانون پیشہ کی نسبت مساوی اختیارات سماعت حاصل ہون گے

اسٹینلی صاحب چیف جسٹس و بلیر صاحب جسٹس و برکٹ صاحب جسٹس

اسمعاملہ مین پنڈت پدم دت جوشی نے ہائیکورٹ مین ایک درخواست باین استدعا پیش کی

سنہ ۱۹۰۲ع
بمعاملہ درخواست پدم دت جوشی

کہ بعض احکام کمشنر کمایون مشعر انکار درج فہرست کرنے اوسکے نام کے بحیثیت پلیڈر حسب دفعہ ۸ ایکٹ متعلقہ اشخاص قانون پیشہ (۱۸ سنہ ۱۸۷۹ع) جنکی رو سے اوسکو عدالت ہاے سشن جج کمایون اور مجسٹریٹان ماتحت و جملہ محکمہ جات مال اور نیز عدالت کمشنر مین مقدمات مندرجہ قاعدہ (۱۱) منجملہ قواعد متعلقہ کمایون کی پیروی کرنیکی قابلیت حاصل ہو منسوخ کئے جاوین اور کمشنر کمایون کو یہ ہدایت کیجاے کہ وہ اوسکا نام بحیثیت ایسے پلیڈر کے درج فہرست کرین اور اوسکو عدالتہاے وسرشتہ ہاے مذکورہ مین اپنا کار پیشہ کرنیکی اجازت دین

۳۵۱ یہ واضح ہوتا ہے کہ اس پلیڈر نے باضابطہ لیاقت پلیڈر ہونیکی حاصل کرکے اس ہائیکورٹ مین بطور پلیڈر عدالت ہذا بھرتی ہونے و داخل فہرست ہونیکی درخواست پیش کی تھی اور اوسکا نام باضابطہ بطور پلیڈر کے ۱۱۔ اگست سنہ ۱۸۹۶ع کو درج فہرست کیا گیا تھا بعد ازان اوس نے چند درخواستین کمشنر کمایون کے روبرو پیش کین کہ اوسکو بطور پلیڈر رگڑھوال یا نینی تال یا المورڑہ و نیز کمایون مین کار پیشہ کرنیکی اجازت عطا کیجاے یہ درخواستین بدین وجہ نامنظور ہوئین کہ کمشنر نے یہ مناسب نہین سمجھا کہ تعداد وکلاء و پلیڈران کی اونکی قسمت مین زیادتی ہو بنا راضی اس انکار کے سائل نے عدالت ہذا مین اس بنا پر اپیل دائر کیا کہ کمشنر کمایون کی عدالت ایک عدالت سشن ماتحت ہائیکورٹ ہذا ہے اور چونکہ سائل کا نام بطور پلیڈر عدالت ہذا کے درج فہرست کیا گیا تھا لہذا وہ بوجہ اوس اندراج کے عدالت سیشن کمایون اور جملہ عدالت ہاے ماتحت عدالت موصوف و کل محکمہ جات مال واقع صوبہ کمایون مین داخل فہرست ہونے اور اپنا کار پیشہ کرنے کا مستحق ہے اور یہ کہ حکم صاحب کمشنر مشعر انکار اوسکا نام درج فہرست کرنیکے خلاف قانون ہے۔

گورنمنٹ اور صاحب کمشنر کمایون نے ایک عذر ابتدائی نسبت سماعت اس درخواست کے بوجہ نہونے اختیار سماعت کے پیش کیا اونہون نے یہ بحث کی کہ واسطے اغراض ایکٹ متعلقہ اشخاص قانون پیشہ کے صاحب کمشنر کمایون صوبہ مذکور کی ہائیکورٹ ہین اور تنہا وہ اون اشخاص مناسب کی لیاقت اور بھرتی کرنیکے نسبت جو اس عدالت مین پلیڈر ہون قواعد مرتب کر سکتے ہین اور اس لحاظ سے وہ کسی طرح اس عدالت کے ماتحت نہین ہین اور نہ یہ عدالت انکی کارروائی کی نگران ہو سکتی ہے۔ اس امر کا فیصلہ زیادہ تر اوس صحیح تعبیر پر منحصر ہے جو بعض احکام ایکٹ متعلقہ اضلاع مندرجہ فہرست (ایکٹ نمبر ۱۴ سنہ ۱۸۷۴ع) اور قواعد و احکام کی جو اوسکے مطابق ۲۷ جون سنہ ۱۸۹۴ع کو صادر ہوے کیجاوے۔

ایکٹ مذکور کی تمہید مین یہ تحریر ہے کہ مختلف حصص برٹش انڈیا یا بعض آئین و قوانین کے

سنہ ۱۹۰۲ء

بمعاملہ درخواست پدم دت جوشی

۳۵۲

نفاذ معمولی عدالتہاے جوڈیکیچر کے اختیار سماعت کے اندر کبھی نہین لائے گئے یا وقتاً فوقتاً اون سے خارج کئے گئے ہین اوسمین یہی بیان کیا گیا ہے کہ شبہہ پیدا ہوا ہے کہ کون کون سے آئین و قوانین حصص مذکورہ مین نافذ ہین اور یہ قرین مصلحت ہے کہ طریقہ موجودہ سے زیادہ سہل تر طریقہ یہ دریافت کرنے کا کہ کون سے قوانین اون ملکون مین نافذ ہین جنکی تصریح ضمیمہ اول ایکٹ ہذا مین کی گئی ہے قرار دیا جاوے چنانچہ اس ایکٹ کی دفعہ ۳ مین لوکل گورنمنٹ کو اختیار ہے کہ جناب نواب گورنر جنرل صاحب بہادر اجلاس کونسل کی منظوری پیشتر حاصل کرکے بذریعہ اشتہار گزٹ مین مشتہر کرے کہ کون قوانین کس ضلع مندرجہ فہرست یا جزو اضلاع مذکور مین نافذ ہین اور کون قوانین نافذ نہین ہین کہ اوس اشتہار کی تمام عدالت ہاے قانونی پابند ہونگی پھر بذریعہ دفعہ ۵ لوکل گورنمنٹ کو ایسی منظوری حاصل کرکے اختیار ہے کہ بذریعہ اشتہار کسی ایکٹ کو جو کسی جزو برٹش انڈیا مین بتاریخ توسیع مذکور نافذ ہو کسی جزو اضلاع مذکورہ سے متعلق کردے. مطابق اون اختیارات کے جو بذریعہ اس دفعہ کے عطا ہوئے مجموعہ ضابطہ فوجداری و ایکٹ وراثت متعلق ہند مصدرہ ۱۸۶۵ء و ایکٹ کمپنی ہاے متعلقہ ہند مصدرہ ۱۸۸۲ء و ایکٹ ریلوے ہاے متعلقہ ہند کمایون سے متعلق کردئے گئے بذریعہ دفعہ ۶ ایکٹ مذکور لوکل گورنمنٹ کو وقتاً فوقتاً اختیارات عطا کئے گئے ہین کہ "(الف) دیوانی و فوجداری انصاف کرنیکے واسطے ... اور اور نیز سے اضلاع مندرجہ فہرست مین حکمرانی کرنیکے واسطے حکام مقرر کرے (ب) اسطرح مقرر کردہ حکام کے واسطے ضابطہ مقرر کرے ... اور (ج) ہدایت کرے کہ کون حاکم کوئی اختیار سماعت اختیارات یا فرائض متعلق اثر پذیری کسی اینا کٹمنٹ نافذ الوقت ایسے اضلاع کے استعمال کرے گا یا عمل مین لاوے گا" اضلاع مندرجہ فہرست مین جنسے یہ ایکٹ متعلق ہے صوبہ کمایون و گڑھوال واقع ہے عدالت ہائیکورٹ ممالک مغربی و شمالی کو بطور ایسی عدالت ہائیکورٹ کے اصل اختیار صوبہ جات کمایون و گڑھوال مین حاصل نہین ہے جو اختیار اسکو اس صوبہ مین ہے وہ مجموعہ ضابطہ فوجداری و احکام لوکل گورنمنٹ مصدرہ بموجب اختیارات عطا کردہ ایکٹ متعلقہ اضلاع مندرجہ فہرست سے حاصل کیا ہوا ہے ۔

بموجب دفعہ ۴۴ (ی) مجموعہ ضابطہ فوجداری یہ ہائیکورٹ کمایون و گڑھوال مین متعلق کارروائی بمقابلہ رعایا برطانیہ اہالی یورپ ہائیکورٹ ہے قواعد و احکام جو بموجب اختیار عطیہ حسب دفعہ ۶ ایکٹ متعلق اضلاع مندرجہ فہرست صادر ہوئے ہین اور جو اب نافذ ہین

سنہ ۱۹۰۲ء
بمعاملہ درخواست پدم دت جوشی
۳۵۳

جیساکہ ہم بیان کرچکے ہین قواعد واحکام مورخہ ۲۷ جون سنہ ۱۸۹۶ء ہین بموجب قاعدہ دویم قواعد واحکام مذکور یہ ہائی کورٹ کمایون ڈویژن مین تمام اغراض مجموعہ ضابطہ فوجداری کیواسطے علاوہ اونکے جو اونسکو مطابق مجموعہ ہذا سے پہلے حاصل تھے ہائی کورٹ مقرر ہوئی ہے اسلیئے تمام اغراض مجموعہ ضابطہ فوجداری کے واسطے یہ عدالت کمایون ڈویژن کیواسطے ہائی کورٹ ہے قاعدہ (۱۱) مین یہ محکوم ہے کہ اغراض ایکٹ وراثت متعلقہ ہند وایکٹ کمپنی ہاے متعلقہ ہند مصدرہ سنہ ۱۸۸۲ء وایکٹ ریلوے ہاے متعلقہ ہند مصدرہ سنہ ۱۸۹۰ء کے واسطے یہ ہائی کورٹ کمایون ڈویژن کے لئے ہائی کورٹ ہوگی ان اغراض کے واسطے اور صرف ان ہی اغراض کے واسطے یہ ہائی کورٹ کمایون ڈویژن کے لئے ہائی کورٹ مقرر کی گئی ہے کوئی مزید یا دیگر اختیار سماعت اسکو عطا نہین کیا گیا ہے یہ محدود اختیار سماعت جو اسطرح ان قواعد کے ذریعہ سے عطا ہوا جنکا ہمنے حوالہ دیا ہے صریحًا جسوقت لوکل گورنمنٹ چاہے واپس لے سکتی ہے کیونکہ لوکل گورنمنٹ مجاز ہے کہ وقتًا فوقتًا یہ ہدایت کرے کہ کون حاکم کونسا اختیار سماعت یا اختیارات یا فرائض متعلق نفاذ کسی ایکٹ کے استعمال کرے گا یا عمل مین لاوے گا یہ اختیار سماعت جو اس عدالت کو فی الحال بروے اون قواعد کے حاصل ہے اسلیئے بالکل غیر معین ہے وہ یہ ہے جکو ہم غیر معمولی اختیار سماعت اپیل کا معمولی اختیار سماعت اپیل سے تمیز کرنیکے واسطے کہہ سکتے ہین

اب ہم دفعہ ذیلی (۲) قاعدہ (۱۱) کا ذکر کرتے ہین جو ایک ضروری دفعہ ذیلی ہے اسمین حسب ذیل محکوم ہے بجز ان شرائط کے جنکے لئے کسی ایکٹ نافذ الوقت مین یا کسی اشتہار مجریہ بہ استعمال اختیارات عطیہ کسی ایسے ایکٹ کے اور تیج کا حکم ہو بنابر اغراض تمام دیگر ایکٹ ہاے نافذ الوقت کے کمشنر صاحب یعنی کمایون کے بغرض کمایون ڈویژن کے ہائی کورٹ کے اختیارات استعمال کرینگے اور ہائی کورٹ کے فرائض انجام دینگے یہ ایک بہت وسیع و دور دراز اثر رکہنے والا قاعدہ ہے صاحب کمشنر کو اختیارات ہائی کورٹ تمام ایکٹ ہاے کی اغراض کے واسطے عطا کرتا ہے سواے اونکے جنکی بابت اور جنکے اغراض کے واسطے عدالت ہذا ہائی کورٹ قرار دی گئی ہے منجملہ دیگر امور جیساکہ تکو معلوم ہوتا ہے قاعدہ مذکور کی روسے صاحب کمشنر اپنی ڈویژن مین بنابر اغراض ایکٹ متعلقہ اشخاص نا بالغان ہائی کورٹ قرار دیا گیا ہے اگر لوکل گورنمنٹ کا یہ منشا ہوتا کہ یہ عدالت بنابر اغراض ایکٹ متعلقہ اشخاص نا بالغان ہائی کورٹ ہونی چاہیئے تو بیشک اوس نے اس ایکٹ کا ذکر قواعد مین کیا ہوتا جیساکہ اوس نے دیگر قوانین جنکا ہمنے حوالہ دیا ہے کیا۔ یہ مسئلہ کہ اظہار ایک شے کا بمنزلہ اخراج دوسری شے کے ہے

سنہ ۱۹۰۲ء

بمعاملہ درخواست بدری دت جوشی

غیر متعلق نہین معلوم ہوتا بدین وجوہ ہماری یہ راے ہے کہ صاحب کمشنر کمایون کے کمایون ڈویژن
مین بنابر اغراض ایکٹ متعلقہ اشخاص قانون پیشہ ہائی کورٹ ہین حاکم موصوف بذریعہ اشتہار
اس ایکٹ کے متعلق ہائی کورٹ کے فرایض انجام دینے اور اوسکے اختیارات استعمال کرنیکے واسطے
مقرر ہوئے ہین لیکن بعدہ منجانب سائل یہ حجت کیجاتی ہے کہ اس امر کی وجہ سے کہ یہ ہائی کورٹ
بنابر بعض اغراض ہائی کورٹ کمایون ڈویژن کی مقرر کی گئی ہے صاحب کمشنر کمایون اور اوسکے
ڈویژن کی عدالتین دفعہ ۸ ایکٹ متعلقہ اشخاص قانون پیشہ کے معنی مین اس عدالت کے
ماتحت ہین یہ دفعہ حسب ذیل ہے "ہر پلیڈر دارندہ ایسے سارٹیفکٹ کا جو دفعہ ۷ کے بموجب
دیا گیا ہو مجاز ہوگا کہ کسی عدالت یا سررشتہ مال متذکرہ سارٹیفکٹ مین جو اس ہائی کورٹ کے
علاقہ حکومت صیغہ اپیل کی حدود اراضی کے اندر واقع ہو جس سے پلیڈر مذکور کو بھرتی کیا ہو
داخل فہرست کئے جانیکی درخواست کرے اور جج یا عہدہ دار اجلاس کنندہ بلحوظ اون قواعد کے
جو اس ایکٹ کے نقیض نہ ہون اور وقتاً فوقتاً ہائی کورٹ یا اعلے حاکم نگرانی صیغہ مال کی تجویز سے
اس بارے مین صادر ہون اوسکو داخل فہرست کرے گا اور داخل فہرست ہوجانیکے بعد وہ
مجاز ہوگا کہ عدالت یا سررشتہ مذکور مین اور اوسکے ماتحت کی کسی عدالت یا سررشتہ مال مین حاضر ہوکر
سوال و جواب اور کار گذاری کرے" یہ بحث کی گئی ہے کہ صوبہ کمایون دفعہ محولہ مین دفعہ کے معنی
مین ہائی کورٹ کے علاقہ حکومت صیغہ اپیل کی حدود اراضی کے اندر بوجہ اون اختیارات سماعت
کے واقع ہے جو اس عدالت کو بذریعہ مجموعہ ضابطہ فوجداری و قواعد و احکام مصدرہ حسب ایکٹ
متعلقہ اضلاع مندرجہ فہرست عطا ہوئے ہین اور اسلئے صاحب کمشنر کمایون کو بموجب قانون
لازم تھا کہ درخواست سائل منظور کرے اور اوسکو داخل فہرست بطور پلیڈر عدالتہاے واقع صوبہ
خود کرتے۔ ہم اس بحث کو منظور نہین کرتے ہماری راے مین یہ صاف ظاہر ہے کہ بذریعہ قاعدہ (۱۱) قواعد
مصدرہ مطابق ایکٹ متعلقہ اضلاع مندرجہ فہرست صاحب کمشنر کمایون بنابر مرتب کرنے قواعد
بابت لیاقت و داخل وغیرہ اشخاص مناسب کے جو اونکی عدالت اور اونکی عدالت کے ماتحت
عدالتون مین جو اونکے علاقہ حکومت صیغہ اپیل کی حدود اراضی کے اندر واقع ہون پلیڈر ہونگے
خاص حاکم مقرر کئے گئے تھے ہمارے نزدیک یہ بھی ظاہر ہے کہ موصوف الیہ اسی قاعدہ سے ہائی کورٹ کے اختیارات
نسبت ادخال اون اشخاص کے جو اونکی عدالت اور اوسکی ماتحت عدالتون مین پلیڈر ہونگے
استعمال کرنیکے مجاز قرار دئے گئے تھے وہ اپنے صوبہ مین اختیار سماعت اپیل استعمال کرتے ہین سوائے اسقدر کے ۳۵۵

سنہ ۱۹۰۶ء

بمعاملہ درخواست چارودت جوشی

جسقدر ایسا اختیار سماعت اون سے بذریعہ قوانین و قواعد جنکا ہمنے حوالہ دیا ہے لے لیا گیا ہے نہین کہا جا سکتا کہ صوبہ کمایون و گڑھوال تمام اغراض کے واسطے اس ہائی کورٹ کے علاقہ حکومت صیغہ اپیل کی حدود ارضی کے اندر واقع ہے وہ اسطرح سے صرف محدود اغراض کیواسطے واقع ہے اور بیشک جیسا کہ ہمنے پہلے بتایا ہے ایکٹ متعلقہ اشخاص قانون پیشہ کی اغراض کیواسطے اسطرح واقع نہین ہے یہ بحث دفعہ ۸ کے الفاظ ہائی کورٹ کے علاقہ حکومت صیغہ مال کی حدود ارضی کے اندر کی حد سے زیادہ وسیع تعبیر پر مبنی ہے۔ یہ بحث کی گئی ہے کہ چونکہ یہ عدالت کمایون ڈویژن مین بعض اختیارات سماعت اپیل استعمال کرتی ہے۔ اسلئے عدالتہاے کمایون اس دفعہ کے معنی مین اس عدالت کے علاقہ حکومت صیغہ اپیل کی حدود ارضی کے اندر واقعہ ہین اسی طرح یہ بھی ہماری راے مین کہا جا سکتا ہے کہ چونکہ یہ عدالت جو باودھ مین بنا پر اغراض ایکٹ طلاق مجریہ ہند ہائی کورٹ ہے اور اوسی صوبہ مین یہ معاملہ [illegible] مطابق دفعہ ۷ ضمن (ب) ایکٹ اسٹامپ مجریہ ہند کے بھی ہائی کورٹ ہے اسلئے یہ اوس صوبہ مین تمام اغراض ایکٹ متعلقہ اشخاص قانون پیشہ کے واسطے ہائی کورٹ ہے۔ اس دفعہ کی عبارت کی ہمارے خیال مین ایسی وسیع تعبیر نہین ہو سکتی۔ وہ الفاظ جنکا ہمنے حوالہ دیا ہے ہمکو معلوم ہوتا ہے کہ معنی مین ہم وسعت ہین وہی الفاظ کے ہین جو دفعہ ۶ دفعہ ذیلی (الف) مین استعمال کئے گئے ہین اور اون حدود ارضی یا رقبہ کو ظاہر کرتے ہین جسکی نسبت کسی ہائی کورٹ کو یا اوس عدالت کو جسکو اس بارہ مین اختیار ہائی کورٹ ہون اختیار ترتیب دینے قواعد بابت لیاقت و بھرتی کرنے و سارٹیفکٹ پلیڈران وغیرہ کے حاصل ہے اور اس سے زیادہ وسیع نہین ہین۔ یا یون کہو کہ الفاظ علاقہ حکومت صیغہ اپیل سے جسطرح کہ انکا استعمال اس دفعہ مین ہوا ہے مراد معمولی علاقہ حکومت صیغہ اپیل سے ہے بامتیاز اوس علاقہ حکومت کے جسکو ہمنے اس عدالت کا غیر معمولی علاقہ حکومت صیغہ اپیل بیان کیا ہے اگر یہ صورت ہوتی تو کمایون ڈویژن مین اغراض ایکٹ متعلقہ اشخاص قانون پیشہ کے واسطے دو عدالتین ہائی کورٹ کے اختیارات استعمال کرنیوالی ہوتین یعنی صاحب کمشنر کمایون جو مطابق قواعد مرتبہ لوکل گورنمنٹ مقرر کئے جاوین اور عمل کرین اور یہ عدالت ہذا جو باعتبار اپنے غیر معمولی اختیار صیغہ اپیل کے عمل کرے ایسا نہین ہو سکتا لہذا بوجوہ متذکرہ بالا ہماری راے مین اس عدالت کو اختیار سماعت درخواست ہذا نہین ہے۔ درخواست اسلئے مع خرچہ نامنظور کیجاتی ہے۔

صیغہ اپیل دیوانی

باجلاس مسٹر ناکس صاحب جسٹس و بلیر صاحب جسٹس

سنہ ۱۹۰۲ء
۲- اپریل

صفحہ کتاب انگریزی ۴۵۹

نندن پرشاد (مدعا علیہ) بنام ٹی یلیوسی گینی (مدعی) +

مجموعہ ضابطہ دیوانی دفعات ۲۵ و ۴۰۴ و دفعات مابعد - انتقال - درخواست اجازت ارجاع نالش بصیغہ مفلسی متدایرہ عدالت جج ماتحت و انتقال درخواست بحکم صاحب جج ضلع خود انکی عدالت مین صاحب جج ضلع کو بعد ازان یہ اختیار نہوگا کہ وہ مقدمہ کو واسطے تجویز کے جج ماتحت کے پاس ارسال کرین -

ایک مفلس مدعی نے درخواست اجازت نالش بصیغہ مفلسی روبرو جج ماتحت کے پیش کی - یہ درخواست بذریعہ ایک حکم صادرہ حسب دفعہ ۲۵ مجموعہ ضابطہ دیوانی صاحب جج ضلع کی عدالت مین منتقل کیگئی اور مسموع ہوکر منظور کیگئی تجویز ہوئی کہ صاحب جج ضلع کو یہ اختیار نہین ہے کہ بعدہ نالش مفلسی کو واسطے تجویز و انفصال کے عدالت جج ماتحت مین منتقل کرین - مقدمہ امیر بیگم بنام پیرابادو داس (۱) کا حوالہ دیا گیا -

رسپانڈنٹ اپیل ہذا نے عدالت جج ماتحت کانپور مین درخواست اجازت ارجاع نالش بصیغہ مفلسی دی اور اوسکے وسائل کی تحقیقات کے واسطے ایک تاریخ مقرر کیگئی - رسپانڈنٹ کی استدعا پر یہ درخواست عدالت صاحب جج ضلع مین منتقل کیگئی - جج صاحب نے درخواست اجازت ارجاع نالش بصیغہ مفلسی منظور کیگئی اور اسکے بعد نالش برائے تجویز پھر عدالت جج ماتحت مین واپس بھیجدی - سماعت کیوقت جج ماتحت کے روبرو یہ عذر کیا گیا کہ چونکہ جج صاحب ایک مرتبہ مقدمہ اپنی عدالت مین منتقل کرچکے انکو پھر عدالت جج ماتحت مین اوسکے منتقل کرنیکا اختیار نہین ہے لیکن یہ عذر نا منظور ہوا اور مدعی کے حق مین ڈگری صادر ہوگئی - مدعا علیہ نے بحضور صاحب جج ضلع اپیل دائر کیا اور اوسکے روبرو عدم اختیار سماعت کا دعویٰ کیا - یہ عذر پھر نامنظور ہوا اور اپیل ڈسمس کردیا گیا -

مدعا علیہ نے ہائیکورٹ مین اپیل دائر کیا -

پنڈت موتی لال نہرو بجانب اپیلانٹ -

اپیل دوم نمبر ۱۰۲ سنہ ۱۹۰۲ء بنا راضی ڈگری مصدرہ مسٹر ... صاحب جج ضلع کانپور مورخہ ۵ دسمبر سنہ ۱۸۹۹ء منسوخ بحالی ڈگری منجانب ...

ڈاکٹر مقام ... مورخہ ... ۶ (۱) ویکلی نوٹس سنہ ۱۹۰۲ء صفحہ ۶۶

سنہ ۱۹۰۲ء

نظام جیو

مسٹر سی ڈلن منجانب رسپانڈنٹ

ناکس صاحب جسٹس و ایکن صاحب جسٹس - عذر جسپر ہمارے روبرو بحث کیگئی وہ محض یہ ہے کہ جج ذیعلم کو یہ مقدمہ بتجویز کیواسطے جج ماتحت کی عدالت میں منتقل کرنیکا یا جج ماتحت کی ڈگری کی ناراضی سے اپیل سماعت کرنیکا اختیار نہین تہا۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ایک شخص مسمی کلی مل جو ہمارے روبرو رسپانڈنٹ ہے عدالت جج ماتحت کانپور مین ایک درخواست بصیغہ مفلسی واسطے دائر کرنیکی دی صاحب جج ضلع کانپور نے مطابق دفعہ ۲۵ مجموعہ ضابطہ دیوانی کارروائی کرکے یہ درخواست طلب کرلی اور خود اوسکا فیصلہ کیا۔ اوسکے فیصلہ کے بعد اونہون نے مقدمہ تجویز کیواسطے عدالت جج ماتحت میں منتقل کیا۔ اس حکم انتقال اور کل کارروائی مابعد کی نسبت اپیلانٹ معترض ہے۔ اس عذر کی تائید مین وکیل ذیعلم اپیلانٹ نے جاری نوجہ مقدمہ مزینہ بیگم بنام بہلاداس (۱) کی طرف مایل کی وہ مقدمہ بیشک ایک سند ہے جس طریقہ سے وکیل ذیعلم رسپانڈنٹ نے اسکو متمیز کرنیکی کوشش کی وہ صرف یہ ہے کہ جب درخواست اجازت ارجاع نالش بصیغہ مفلسی کا فیصلہ ہوا تو نالش جو اوسوقت معرض وجود مین آئی بلا غور سکے (یہہ خود اونکے الفاظ ہین) اوس عدالت مین جسکو اوسکے سماعت اور تصفیہ کا اختیار تہا یعنی عدالت جج ماتحت کانپور مین واپس چلی گئی۔ ہمکو یہ قرار دینے کیواسطے کوئی نظیر نہین معلوم ہوتی کہ درخواست ارجاع نالش بمفلسی اور نالش کے درمیان جو اوس سے پختہ ہوکر قائم ہوتی ہے کوئی سلسلہ شکست ہوتا ہے۔ بموجب دفعہ ۴۱۰ مجموعہ ضابطہ دیوانی درخواست منظور ہوتے ہی بالتبرد عرضی دعوی نالش متصور ہوتی ہے۔ اور یہ ایک مرتبہ سے زیادہ اس عدالت نے قرار دیا ہے کہ ایسی صورت مین عرضی نالش درحقیقت اوس تاریخ کی متصور ہوتی ہے جس تاریخ کو درخواست دی گئی ہو نہ کہ اوس تاریخ کی جسکو وہ درخواست منظور ہوکر درج رجسٹر ہوئی ہو۔

پس یہ اپیل منظور ہونا چاہئے اور ہم اوسکو ڈگری کرتے ہین اور تمام کارروائی جو صاحب جج ضلع کے درخواست ارجاع نالش بصیغہ مفلسی منظور کرنیکی تاریخ کے بعد ہوئی ہے منسوخ کرتے ہین یہ کل کارروائی بغیر اختیار سماعت ہوئی تہی۔ مقدمہ ذیعلم جج کی عدالت مین بدین ہدایات واپس جانا چاہئے کہ وہ اوس مقام سے شروع کیا جاوے اور بموجب قانون طے کیا جاوے اپیلانٹ کو خرچہ اس اپیل کا ملیگا۔

اپیل ڈگری کیا گیا

باجلاس بنرجی صاحب جسٹس و ائکمین صاحب جسٹس

۲- اپریل سنہ ۱۹۰۲ء	منظہر علی خان (مدعی) بنام سجاد حسین خان (مدعا علیہ)*
صفحہ کتاب انگریزی ۳۵۸	مجموعہ ضابطہ دیوانی دفعات ۴۳ و ۴۴ - اشتمال بیجا مدعا علیہم و بناہاے دعوی کا نالش میں بجانب منتقل الیہ ایک وارث مسلمان متوفی کے بنام دوسرے وارث اور منتقل الیہ ایسے دوسرے وارث کے

مدعی عدالت میں بدعوی ایک جزو ترکہ ایک مسلمان متوفی کے باین بیان حاضر ہوا کہ اوس نے بذریعہ دو بیعنامجات نوشتہ مختلف تواریخ کے دو وارثان متوفی سے جائداد خرید کی تھی اور یہ کہ ایک دوسرے وارث متوفی نے جو اوسمین بعض جائداد پر قابض تھا اور وارث مذکور کے بعض منتقل الیہم دیگر اجزا ے جائداد مذکور مجھسے نکال دی وارث باقیماندہ اور اوسکے منتقل الیہم دونون مدعا علیہ بنائے گئے۔ تجویز ہوئی ہے کہ اشتمال بیجا فریقین یا بناہاے دعوی کا ایسی نالش مین نہین ہے۔ مقدمہ ؛ نند کشور بنام گر پرشاد (۱) کی تقلید کیگئی نسبت اس عذر کے کہ اس دعوی مین جائداد منقولہ اور غیر منقولہ دونون شامل ہین اور ہر دو دعوی کے اشتمال کی اجازت حاصل نہین کی گئی یہ تجویز ہوئی کہ دفعہ ۴۴ مجموعہ ضابطہ دیوانی ایسے مقدمہ سے متعلق نہین ہے۔ مقدمہ گیان سمبندہ پنڈارا سنادہی بنام کند سامی تمبیرن (۲) کا حوالہ دیا گیا۔

جس نالش سے یہ اپیل پیدا ہوا ہے وہ بحالات ذیل واسطے دلاپانے حصص ترکہ ایک مسلمان متوفی کے دائر کی گئی تھی۔ جائداد متنازعہ جسمین جائداد منقولہ و غیر منقولہ شامل تھی ایک شخص مسمی منور علی خان کی تھی۔ مدعی نے یہ بیان کیا کہ منور علی خان کی وفات کے بعد مین نے متوفی کے وارثان مین سے ایک وارث مسمی ابوالحسن سے منجملہ پانچ سہام کے ڈھائی سہام بذریعہ بیعنامہ مورخہ ۱۰ نومبر سنہ ۱۸۹۲ء و دوسرے وارث مسماۃ مشیت النسا سے دو سہام بذریعہ بیعنامہ مورخہ ۲۸ مئی سنہ ۱۸۹۴ء خرید کئے تھے اور ایک شخص مسمی سپاہی سنگہ نے میرے واسطے یہ آخر الذکر خریداری اسم فرضی کی تھی جو جائداد اسطرح خرید کی گئی تھی اوسمین سے دو ثلث بیع کر دی گئی تھی اور اسلئے مدعی مستدعی دلاپانے تین ربع منجملہ ساڑھے چار سہام مندرجہ بیعنامجات خود کا تھا۔ مدعی نے بیان کیا کہ یہ جائداد ایک شخص مسمی سجاد حسین دیگر وارث منجملہ وارثان منور علی کے قبضہ مین تھی جس نے بموجب بیان مدعی بانعان مدعیکو قبضہ سے محروم رکھا تھا اور ایک جزو جائداد کو دیگر اشخاص کے پاس منتقل کر دیا تھا اور اشخاص مذکور بزمرہ مدعا علیہم گردانے گئے ہین۔

مدعا علیہم نے منجملہ دیگر عذرات کے یہ عذر کیا کہ نالش بہ نقص اشتمال بیجا فریقون اور بناہاے دعوی کا ہے اور ایک عذر دیگر اوس تفریق نا تہ منور النسا ایک وارث منجملہ وارثان منور علی خان کو شامل مقدمہ

* اپیل اول نمبر ۱۲۸ سنہ ۱۸۹۹ء منجانب ڈگری بابو رام پرشاد جج عدالت مراد آباد مورخہ ۱۵ جولائی سنہ ۱۸۹۹ء
(۱) انڈین لا رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۱۰ صفحہ ۲۹۱ (۲) انڈین لا رپورٹ سلسلہ مدراس جلد ۲۳ صفحہ ۵۰

سنہ ۱۹۰۲ ع

مظفر علیخان
بنام
سجاد حسین خان

مین کیا عدالت مرافعہ اولی جج ماتحت مراد آباد نے عذرات مدعا علیہم کو منظور کر کے یہ تجویز کی کہ نالش بوجہ اشتمال بیجا ہر دو فریقین اور بناہاے دعوی کے ناقص ہے اوسکو ڈسمس کر دیا۔ مدعی نے ہائی کورٹ مین اپیل کیا۔

مولوی غلام مجتبی بجانب اپیلانٹ۔

بابو جوگندر ناتھ چودہری و منشی گوکل پرشاد و پنڈت تیج بہادر سپرو منجانب رسپانڈنٹان

بنرجی صاحب جسٹس و ایکمن صاحب جسٹس۔ یہ اپیل بنا راضی ڈگری جج ماتحت مراد آباد مشعر ڈسمسی نالش مدعی بوجہ اشتمال بیجا مدعا علیہم و بناہاے دعوی کے ہے۔ جائداد متنازعہ ابتدائً ایک شخص مسمی منور علی خان کی تھی مدعی نے اپنے آپکو مشتری حقوق مسماۃ مشیت النسا و عبد الحسن دو وارثان کا منجملہ وارثان منور علی خان کے بیان کیا۔ اور وہ ایک جزو حصص خرید کردہ اپنے کا بمقابلہ سجاد حسین و ایک دیگر وارث منور علی خان کے جس نے بموجب بیان مدعی کے بایعان مدعیکو قبضہ سے محروم رکھا تھا اور ایک جزو جائداد دیگر مدعا علیہم کے پاس منتقل کی تھی دعویدار ہے مدعی نے یہ استحقاق بذریعہ دو بیعنامجات ایک مورخہ ۲۸ مئی سنہ ۱۸۹۶ع اور دیگر مورخہ ۱۰ نومبر سنہ ۱۸۹۲ع کے حاصل کیا تھا۔ عدالت ماتحت نے یہ تجویز کی ہے کہ مدعیکو جداگانہ بناہاے دعوی حاصل ہین اور وہ بناہاے دعوی جداگانہ بمقابلہ مختلف مدعا علیہم کے پیدا ہوتی ہین اور اشتمال بیجا بناہاے دعوی اور نیز مدعا علیہم کا ہے۔

اول یہ تحریر کرنا مناسب ہے کہ جج ماتحت نے یہ غلط تحریر کیا ہے کہ مختلف مشتریان کے دعاوی ایک نالش مین شامل کیے گئے ہین اگر بیان مدعی کا صحیح ہو تو وہ مطابق ہر دو بیعنامجات متذکرہ بالا کے مشتری ہے چنانچہ یہ صورت ایسے مختلف مشتریان کی نہین ہے جو ایک ہی نالش مین دعویدار ہون بلکہ ایسا دعوی ہے جو اوسی شخص نے دائر کیا ہے جس نے جائداد متنازعہ بذریعہ مختلف بیعنامجات کے خرید کی ہے یہ جج ماتحت کی اول غلطی ہے۔ دوم عدالت ماتحت کے فیصلہ مین جو دفعہ ۳۱ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے فقرہ دوم کا ذکر ہے وسمین اون اہم الفاظ پر جو اوس فقرہ مین درج ہین لحاظ نہین کیا گیا وہ فقرہ حسب ذیل ہے "اوس دفعہ کی ۳۶۰
کسی عبارت سے مدعی کو یہ جائز نہوگا کہ جداگانہ بناہاے دعوی کی بابت شریک نالش ہو" جج ماتحت نے اوسکو اسی طرح پڑھا ہے کہ گویا وہ حسب ذیل ہے "کسی عبارت سے مدعی کو یہ جائز نہوگا کہ جداگانہ بناہاے دعوی کو شامل نالش کرے" یہ امر کہ فقرہ مذکور کا یہ منشا نہین ہے۔ احکام

سنہ ۱۹۰۲ء
مظہر علیخان بنام سجاد حسین خان

دفعہ ۴۵ سے صاف ظاہر ہے جنکی روسے مدعی کو اختیار ہے کہ ایک ہی نالش مین چند بنا ہاے دعوی کو بمقابلہ ایک ہی مدعا علیہ یا ایک ہی گروہ مدعا علیہم کے شامل کرے سوم یہ کہ جج ماتحت نے اس امر کو نظر انداز کیا ہے کہ علاوہ سجاد حسین کے دیگر مدعا علیہم کو استحقاق بذریعہ مدعا علیہ کے حاصل ہوا اور اوسیکے ذریعہ سے وہ دعویدار ہین اور اسوجہ سے اس نالش مین بزمرہ مدعا علیہم گردانے گئے ہین مدعی کی کارروائی بموجب فیصلہ عدالت ہذا بمقدمہ اندر کنور بنام گر پرشاد (۱) صحیح ہے اسلئے کہ کسی طرح بھی نقص اشتمال بیجا بنا ہاے دعوی یا فریقین کا نہین ہے رسپانڈنٹان کیجانب سے مجموعہ ضابطہ دیوانی کی دفعہ ۴۴ کا حوالہ دیا گیا اور یہ عرض کیا گیا کہ چونکہ اس نالش مین مدعی ہر دو قسم کی جائداد منقولہ اور غیر منقولہ کا دعویدار ہے اور بلا عدالت کی اجازت حاصل کرنیکے لیے اوس نے ایسا کیا اسلئے دعوی مین نقص ہے کیونکہ وہ اوس دفعہ کے احکام کے خلاف ہے۔ اس عذر کا جواب کامل بالکل عدالت ہائیکورٹ مدراس کے فیصلہ صادرہ مقدمہ ہمبشدہ پنڈارہ ستادہی بنام گند سامی تمبیرن (۲) سے حاصل ہوتا ہے ہم یہی لکھنا مناسب سمجھتے ہین کہ عدالت ماتحت نے مدعی و اصل مدعا علیہم کی درخواست راضی نامہ کرنیکے واسطے تھوڑے عرصہ کیلئے التوا کے نامنظور کرنیمین اختیار تمیزی کا نہو نا ظاہر کیا نتیجہ یہ ہے کہ ہم اپیل کو منظور اور عدالت ماتحت کی ڈگری کو منسوخ کرتے ہین اور مطابق دفعہ ۵۶۲ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے مقدمہ عدالت موصوف مین واپس بھیجتے ہین بدین ہدایات کہ وہ اوسکو بہ نمبر سابق رجسٹر مین پھر قائم کرکے موافق قانون کے اوسکا تصفیہ کرے۔ خرچہ عدالت ہذا و نیز جواب تک ہوا ہے موافق نتیجہ کے عاید ہوگا

اپیل ڈگری کیا گیا اور مقدمہ واپس بھیجا گیا

سنہ ۱۹۰۲ء
۲۴-۱۲ اپریل

باجلاس سر جان اسٹنلی صاحب نائٹ چیف جسٹس و برکت صاحب جسٹس

سری ناتھ سہاے (مدعا علیہ) بنام رام رتن لال (مدعی) +

صفحہ کتاب انگریزی ۳۶۱

مجموعہ ضابطہ دیوانی دفعہ ۵۸۳ - ڈگری بر طبق اپیل بعد اسکے منسوخ کی گئی کہ قبضہ حسب ڈگری نگور کے حاصل کیا گیا - درخواست واسطے دلا پانے قبضہ اور واصلات کے - نامنظوری درخواست - نالش علیحدہ واسطے دلا پانے زر واصلات کے

سری ناتھ سہاے نے ایک ڈگری بابت بر بیلے ایک رہن نامہ کے بنام رام رتن لال کے حاصل کی۔ بنا راضی اس ڈگری کے رام رتن لال نے ہائیکورٹ مین اپیل کیا لیکن - دوران اپیل مین سری ناتھ سہاے نے حکم قطعی

(۱) (سنہ ۱۸۸۰ء) انڈین لاء رپورٹ سلسلہ الہ آباد جلد ۲ صفحہ ۳۴۳ (۲) (سنہ ۱۸۹۶ء) انڈین لاء رپورٹ سلسلہ مدراس جلد ۱۹ صفحہ ۲۴۹ و صفحہ ۵۰۹

+ اپیل اول نمبر ۱۵۴ سنہ ۱۸۹۹ء بنا راضی ڈگری منشی اپیل بہاری قائم مقام جج ماتحت غازی پور مورخہ ۲۳ جون سنہ ۱۸۹۹ء

سنہ ۱۹۰۰ء
سری ناتھ سہاے بنام رام رتن لال

بیعبات حاصل کر کے جائداد مرہونہ کا دخل حاصل کیا بعدازان ہائیکورٹ نے حکم بیعبات کو منسوخ اور ڈگری عدالت مرافعہ اولی کو ترمیم کیا ۔ رام رتن لال نے زر روپیہ ادا کیا جو از روے ڈگری ہائیکورٹ کے اوسکے ذمہ باقی قرار دیا گیا تہا بعدہ اوس نے عدالت مین واسطے بحالی قبضہ جائداد مرہونہ کے حسب دفعہ ۵۸۳ مجموعہ ضابطہ دیوانی درخواست دی اور واسطے وا پائے زر واصلات کے بابت اوس زمانہ کے جسمین وہ بیدخل رہا تہا درخواست پیش کی اوسکی درخواست نسبت زر واصلات کے نامنظور ہوئی اور برطبق اسکے اوس نے نالش علیحدہ واسطے وا پائے زر واصلات کے دائر کی ۔
تجویز ہوئی ۔ کہ ایسی نالش نہین ہو سکتی کیونکہ مدعی نے بناراضی حکم نامنظوری درخواست واصلات کے اپیل نہین کیا تہا مقدمہ راجا سنگہ بنام کلر پب سنگہ (۱) کا حوالہ دیا گیا ۔
واقعات اوس مقدمہ کے فیصلہ عدالت سے کافی طور پر ظاہر ہوتے ہین ۔
پنڈت موتی لال نہرو و بابو درگا چرن بنرجی منجانب اپیلانٹ ۔
منشی گوبند پرشاد منجانب رسپانڈنٹ ۔

اسٹینلی صاحب چیف جسٹس و برکٹ صاحب جسٹس ۔ یہ اپیل بناراضی ڈگری ایڈیشنل جج ماتحت غازی پور کے پیش کیا گیا جسکی روسے دعوی مدعی بابت واصلات کے منظور کیا گیا تہا ۔

جن حالات سے یہ اپیل پیدا ہوا ہے مختصراً حسب ذیل ہین ۔ مدعی رام رتن لال نے چہٹی جون سنہ ۱۸۸۶ء کو بحق ایک شخص بندیشری پرشاد کے اپنے حصہ جائداد کا رہن نامہ واسطے اطمینان زر اصل مبلغ چار ہزار روپیہ و سود کے تحریر کیا بندیشری پرشاد نے بعدازان سنہ ۱۸۸۶ء مین اپنا حق جو اوس رہن مین تہا بنام مہادیو دت سنگہ پدر مدعا علیہ سری ناتہہ سہاے کے منتقل کیا ۔ اپنے باپ کی وفات پر مدعا علیہ سری ناتہہ سہاے نے ایک نالش بربناے رہن نامہ کے رجوع کی اور ۱۲ جون سنہ ۱۸۹۲ء کو ڈگری حاصل کی ۔ ۱۲ نومبر سنہ ۱۸۹۲ء کو مدعی نے اس ڈگری کی ناراضی سے ہائیکورٹ مین اپیل دائر کیا اور
۳۶۲ جسوقت یہ اپیل دائر تہا مدعا علیہ نے ۶ فروری سنہ ۱۸۹۳ء کو حکم قطعی بیعبات حسب دفعہ ۸۷ ایکٹ انتقال جائداد حاصل کیا اور بتاریخ ۲ مارچ سنہ ۱۸۹۳ء دخل جائداد مرہونہ کا حاصل کیا ۔ ہائیکورٹ نے حکم قطعی مورخہ ۱۲ جون سنہ ۱۸۹۲ء کو ترمیم کیا اور مدعی نے برطبق اسکے وہ روپیہ جو رہن نامہ کے بموجب واجب قرار دیا گیا تہا سواے ایک رقم قلیل سود کے جو بعدازان ادا کی گئی تہی امانتاً داخل عدالت کیا ۔ ۱۶ فروری سنہ ۱۸۹۵ء کو مدعی نے عدالت مین واسطے بحالی دخل جائداد کے مطابق دفعہ ۵۸۳ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے درخواست دی اور نیز دعوی دار واصلات بابت اوس زمانہ کے جسمین مدعا علیہ قابض رہا جج ماتحت نے یہ تجویز کی کہ مدعی مستحق

(۱) سنہ ۱۸۹۶ء انڈین لا رپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۲۳ صفحہ ۹۸۹

سنہ ۱۹۰۲ع

سری ناتھ سہائے
بنام
رام رتن لعل

اجراے ڈگری مین وہ اصلات نہین وصول کرسکتا کیونکہ ڈگری مین واصلات کا حکم نہین ہے اور یہ کہ ایسی ڈگری کے واسطے ٹھیک طریقہ یہ تہا کہ نالش واصلات دائر کرتا اور اونہون نے دعوی مدعی نسبت واصلات ڈسمس کیا یہ اب تسلیم کیا گیا ہے کہ فیصلہ جج ماتحت کا غلط ہے اور یہ کہ اونکو مطابق دفعہ ۵۸۳ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے واصلات کی نسبت حکم صادر کرنیکا اختیار تہا لیکن مدعی نے اس فیصلہ کو تسلیم کیا اور نالش حال دائر کی اور نتیجہ یہ ہوا کہ ایڈیشنل جج ماتحت کی ڈگری سے اوسکا دعوی جزاً ڈگری ہوا اس ڈگری کی ناراضی سے مدعا علیہ نے اس عدالت مین منجملہ دیگر وجوہ کے اس بنا پر اپیل دائر کیا ہے کہ چونکہ رسپانڈنٹ نے اپنی درخواست بازیافت مین واصلات کا دعوی کیا تہا اور جج ماتحت نے وہ دعوی نامنظور کیا لہذا رسپانڈنٹ کی چارہ جوئی جج ماتحت کے حکم کی ناراضی سے اپیل مطابق دفعہ ۲۴۴ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے ہے اور یہ کہ نالش ہذا قابل پذیرائی نہین ہے

ہماری راے مین اپیلانٹ کا عذر صحیح ہے ڈگری مشعر منسوخی مصدرہ ہائیکورٹ مورخہ ۲۱ جون سنہ ۱۸۹۶ع کے ہمراہ مدعا علیہ کا حق نالش بازیافت اوس تمام شے کا جو مطابق غلط ڈگری مذکور کے لے لی گئی تہی اور عدالت ماتحت کو اختیار تہا کہ اوسکے مطابق واپسی کراوے اسطرح بمقدمہ راجا سنگہ بنام کادیپ سنگہ (۱) قرار دیا گیا تہا جسمین دیگر فیصلجات ہم مضمون اسی ہائیکورٹ کی پیروی کی گئی تہی اور جو جہان تک ہمکو معلوم ہے اس عدالت کے کسی فیصلہ کے خلاف نہین ہے لیکن رسپانڈنٹ کی جانب سے یہ بحث کی گئی ہے کہ اگر یہ تسلیم بہی کیا جاے کہ عدالت ماتحت کو کارروائی بصیغہ اجرا مین واصلات عطا کرنیکا اختیار تہا تاہم یہ امر مدعی رسپانڈنٹ کو ایسے واصلات کی نسبت اپنا حق ثابت کرنیکی نالش کرنیکا مانع نہین ہے اس بحث کا جواب یہ ہے کہ بہ تسلیم اسکے کہ مدعی ایسی نالش کرسکتا تہا اوسنے اول ہی دفعہ ایسا نہین کیا بلکہ واصلات کی نسبت اپنا دعوی کارروائی صیغہ اجرا مین کرنا پسند کیا اور جب دعوی ڈسمس ہوگیا تو اوسکے ڈسمس ہونیکو قبول کرلیا اور اپیل نہین کیا جب تک یہ حکم ڈسمسی منسوخ نہو کوئی کارروائی مزید اسی دعوی کی بابت نہین ہوسکتی یہ معاملہ ایسی عدالت نے جو اوسکے تجویز کرنیکی مجاز تہی فیصل کیا ہے اور درحقیقت یہ امر فیصل شدہ ہوگیا ہے۔

اس سے ہماری راے مین مکمل جواب اس بحث کا اور نیز مدعی کی نالش کا حاصل ہوتا ہے بوجوہ مندرجہ بالا ہماری راے مین یہ اپیل منظور ہونا چاہیے لہذا ہم اوسکو منظور اور ڈگری عدالت ماتحت کو منسوخ اور نالش کو مع خرچہ ہر دو عدالت کے ڈسمس کرتے ہین

اپیل ڈگری کیا گیا۔

(۱) انڈین لا رپورٹ سلسلہ کلکتہ جلد ۲ صفحہ ۹۸ سنہ ۱۸۹۴ع

سنہ ۱۹۰۲ء
۲۴- اپریل

صفحہ کتب انگریزی
۳۶۳

باجلاس سر جان اسٹینلی صاحب نائٹ چیف جسٹس و برکٹ صاحب جسٹس

بھیم سین (مدعا علیہ) بنام سیتارام (مدعی) *

نالش ہرجہ بابت استغاثہ عداوتی کے۔ "عداوت" "وجہ معقول اور قرین قیاس۔"

"وجہ معقول اور قرین قیاس" کی بہ تعلق نالشات ہرجہ بابت استغاثہ عداوتی کے یہ تعریف ہوسکتی ہے کہ نیک نیتی سے ملزم کے مجرم ہونے کا یقین بربنائے اعتبار کامل کیا جاوے اور وہ معقول وجوہ پر بلحاظ موجودگی ایسے حالات کے مبنی ہو جو اگر صحیح فرض کئے جاویں تو ہر ایک معمولی دوراندیش اور محتاط شخص کی جس کی حالت مستغیث کی ہو اوس سے بطرز معقول یہ نتیجہ نکالے گا کہ شخص ملزم اوس جرم کا جسکا اوس پر الزام لگایا گیا ہے غالباً مجرم ہے مقدمہ ہکس بنام فالکنر (۱) کا حوالہ دیا گیا۔ عداوت سے بلحاظ اس قسم کے تعلق کے کسی شخص کے ساتھ کینہ یا بغض کی مراد نہ سمجھنی چاہئے بلکہ بدنیتی سمجھنی چاہئے اور جس سے یہ ظاہر ہو کہ وہ شخص بیجا اور غیر صحیح مقاصد کی وجہ سے عمل کرتا ہے مقدمہ مچل بنام جنکنس (۲) کا حوالہ دیا گیا۔ محض نہ ہونے وجہ معقول اور قرین قیاس سے بطور امر قانونی کے یہ نتیجہ نکالنا کہ فعل عداوتی ہے بنفسہ صحیح نہیں ہے وہ اور عداوت ایک چیز نہیں ہے لیکن بلحاظ حالات مقدمہ کے عداوت اوس سے مستنبط ہو سکتی ہے مقدمہ جگیتی راؤ بنام نرسنگ راؤ گارو (۳) کا حوالہ دیا گیا۔

واقعات مقدمہ ہذا تجویز عدالت سے کافی طور پر ظاہر ہوتے ہیں۔

بابو ستیل پرشاد گھوس منجانب اپیلانٹ

آنریبل مسٹر کانلین منجانب رسپانڈنٹ۔

اسٹینلی صاحب چیف جسٹس و برکٹ صاحب جسٹس۔ یہ اپیل منجانب مدعا علیہ بناراضی حکم ایڈیشنل جج ماتحت علی گڈہ مشعر منسوخی فیصلہ منصف بابت چند امور واقعاتی و وا پسی مقدمہ بغرض تجویز امر تنقیح طلب باقیماندہ مقدمہ مطابق دفعہ ۵۶۲ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے ہے۔ نالش واسطے دلاپانے ہرجہ بابت استغاثہ عداوتی بسبیہ دائر کی گئی معلوم ہوتا ہے کہ مدعا علیہ بھیم سین نے بنام مدعی سیتارام عدالت مجسٹریٹ بلند شہر میں جرم دفعہ ۲۱۵ مجموعہ تعزیرات ہند کی نسبت استغاثہ دائر کیا الزام یہ تھا کہ مدعی نے مویشی چرائے اور پہر انکا ان کو بعد وصول انعامات کے ہر مویشی واپس دیدی۔ استغاثہ ۲۱ دسمبر سنہ ۱۹۰۰ء کو سماعت ہو کر ڈسمس ہو گیا مطابق اسکے ۲۱ جنوری سنہ ۱۹۰۱ء کو نالش ہذا دائر کیگئی تہی اپنی عرضی نالش میں مدعی نے یہ تحریر کیا ہے کہ میرے اور مدعا علیہ کے باہم دشمنی تہی جو ایک قطعہ آراضی کی بابت نزاع سے پیدا ہوئی تہی جو بہتیرید مدعا علیہ کے زیر کاشت تہا اور اسوقت مدعی اور اوسکے بہائیون کے قبضہ میں تہا اور یہ جھوٹا استغاثہ بوجہ اس دشمنی کے اسکے نام دائر کیا گیا تہا اور وہ الزام مبنی بر عداوت ہے اور بلا وجہ معقول و قرین قیاس کے

* اپیل اول نمبر ۱۲۲ سنہ ۱۹۰۱ء بناراضی حکم منشی اجل بہاری ایڈیشنل جج ماتحت علی گڈہ مورخہ ۱۷ جولائی سنہ ۱۹۰۱ء

(۱) (سنہ ۱۸۸۳ء) لا رپورٹ کوئنس بنچ ڈویژن جلد صفحہ ۱۶۷ (۲) (سنہ ۱۸۳۲ء) رپورٹ بارنیوال اینڈ الفس صاحبان جلد ...
(۳) (سنہ ۱۸۸۷ء) رپورٹ ہائی کورٹ مدراس جلد ... صفحہ ۹۵

۱۹۰۲ء

بھیم حسین بنام سیتا رام

۳۶۵

کے لگایا گیا تھا۔ مدعا علیہ نے اپنے بیان تحریری مین الزامات مندرجہ خلاصہ مین دشمنی ہونے سے انکار کیا اور بیان کیا کہ الزام جو مدعی پر لگایا گیا تھا صحیح ہے۔ تیسرا فقرہ مدعا علیہ کے بیان تحریری کا حسب ذیل ہے۔ "مدعی سارق مویشی ہے۔ وہ مویشی مسروقہ مین حصہ لیتا ہے۔ دعوی فوجداری بے بنیاد نہ تھا بلکہ وہ مقدمہ بہ نیک نیتی تھا اور عوام کے فائدے کے واسطے دائر کیا گیا تھا"۔

عدالت مرافعہ اولی (منصف) نے یہ تجویز کی کہ مدعا علیہ نے مدعی پر استغاثہ نہین دائر کیا بلکہ مجسٹریٹ ضلع کے حضور مین چند واقعات کی صرف اطلاع کی تھی اور اسلیے استغاثہ مدعا علیہ نے نہین دائر کیا تھا ہمارے روبرو اس جزو فیصلہ کی تائید کرنیکی کوئی کوشش نہین کی گئی وہ صریح غلط ہے منصف نے یہ بھی تجویز کی کہ استغاثہ کے واسطے وجہ معقول و قرین قیاس تھی اگر کوئی استغاثہ مدعا علیہ نے دائر کیا تھا اور عداوت ثابت نہین کی گئی تھی لہذا حاکم موصوف نے نالش ڈسمس کردی۔ بر طبق اپیل ایڈیشنل جج ماتحت نے تجویز عدالت ماتحت کو منسوخ کردیا اور بروے شہادت یہ تجویز کی کہ مدعا علیہ نے مدعی پر استغاثہ دائر کیا تھا اور اسنے عداوتاً بلا وجہ معقول و قرین قیاس کے ایسا کیا تھا۔

ہمارے روبرو یہ حجت نہین کی گئی ہے جیسا کہ ہمنے تحریر کیا کہ یہ تجویز عدالت اپیل ماتحت کہ مدعا علیہ نے مدعی پر استغاثہ دائر کیا غلط ہے۔ اپیلانٹ کے ذی علم پلیڈر نے اپنی بحث دو وجوہ اپیل پر محدود کی یعنی یہ کہ مدعی نے جیسا کہ اوسکو کرنا لازم تھا عدم موجودگی وجہ معقول اور قرین قیاس استغاثہ کی و نیز عداوت مدعا علیہ ثابت نہین کی۔ ایڈیشنل جج ماتحت نے یہ تجویز کی کہ کچھ بھی شہادت بثبوت اس امر کے نہین ہے کہ مدعی نے مالکان کو مویشی مسروقہ اونکی بابت روپیہ ادا کرنے پر واپس کردین اور مدعا علیہ کا یہ بیان کہ مویشی مسروقہ اونکے مالکان کو مدعی نے اوسکے مواجہہ مین واپس کردی تھین بالکل جھوٹ تھا واقعی اونھون نے یہ تجویز کی کہ الزام جھوٹ تھا اور مدعا علیہ کے علم مین جھوٹ تھا کیونکہ اوس نے اپنے خود ذاتی علم سے ظاہرا اسکو لگایا تھا نہ کہ اوس اطلاع سے جو دیگر اشخاص سے حاصل کی گئی تھی نہ اون نتایج سے جو بطور معقول اون معاملات سے نکالے گئے تھے جنکی اوسکو اطلاع کی گئی تھی عدالت فوجداری مین مدعا علیہ نے حسب تحریر موصوف الیہ تسلیم کیا تھا کہ اوس نے مدعی کی بدنامی کی بابت صرف سنا تھا اور مویشی کی چوری اور اونکی واپسی اوسکے روبرو عمل مین نہین آئی حالانکہ بروقت تجویز مدعا علیہ نے بخلاف بیان کیا کہ اوسکے روبرو دو اشخاص کو مویشی واپس کی گئی تھین فیصلہ سے ظاہر ہے کہ ایڈیشنل جج ماتحت نے نہ صرف یہی تجویز کی تھی کہ جو الزام مدعی پر لگایا گیا تھا وہ

سنہ ۱۹۰۳ع
بهیم سین بنام سیتا رام

جهوٹ تها بلکہ یہ بهی تجویز کی تهی کہ وہ مدعا علیہ کے علم مین جهوٹا تها اندرین حالات اونهون نے یہ تجویز کی کہ استغاثہ
کیواسطے کوئی وجہ معقول یا قرین قیاس نہتی اور ایسی وجہ معقول اور قرین قیاس
نہ ہونے سے اونهون نے یہ نتیجہ نکالا کہ مدعا علیہ کیجانب سے عداوت تهی اپنے فیصلہ مین جج ماتحت نے کچھ عبارت
مہمل اور بلا غور کے استعمال کی ہے جسکے سبب سے بلا شبہہ یہ اپیل ہوا ہے مثلاً اونهون نے یہ تجویز کیا ہے
کہ مدعا علیہ نے یہ ثابت نہین کیا کہ الزام صحیح ہے لہذا عدم موجودگی وجہ معقول اور قرین قیاس کی تصور کرنی
چاہیئے اور عداوت بهی اس امر سے اخذ کیجاویگی کہ الزام بے سوچ سمجهے لگایا گیا تها۔

بلا تعلق عبارت ملحقہ کے پڑهنے سے یہ بیان قانون صریحاً غلط ہے یہ کہنا صحیح نہین ہے کہ مدعا علیہ کے
اس ثبوت مین قاصر رہنے سے کہ الزام سچا ہے عدم موجودگی وجہ معقول قرین اور قیاس کی تصور کرلینی چاہیئے
کوئی قیاس عدم موجودگی وجہ قرین قیاس کا صداقت الزام کے ثبوت مین قاصر رہنے سے بالضرور
پیدا نہین ہوتا لیکن اس فقرہ کو پہلے جزو فیصلہ کے ساتھ پڑهنے سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ جو بیان کرنیکا مقصود
تها وہ یہ ہے کہ جب جهوٹا الزام لگایا جاتا ہے اور وہ الزام فریق الزام لگانیوالے کے علم مین جهوٹا
ہوتا ہے تو لازمی نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ الزام لگانیکے واسطے کوئی وجہ معقول یا قرین قیاس نہتی عبارت
وجہ معقول اور قرین قیاس کی تعریف جنکنس صاحب جسٹس نے مقدمہ ہکس بنام فالکنر (۱) الفاظ
ذیل مین صحت کے ساتھ کی ہے۔ واضح ہو کہ وجہ معقول اور قرین قیاس کی مین اسطرح تعریف کرونگا
کہ وہ سچا یقین نسبت جرم ملزم بر بنائے اعتبار کامل مبنی بر معقول وجوہ نسبت موجودگی اوس حالت
واقعات کے ہے جو اگر تسلیم کیے جاوین تو ہر ایک معمولی عقیل محتاط آدمی جو مستغیث کی حالت مین ہو اونسے
بطور معقول یہ نتیجہ نکالے گا کہ شخص ملزم اوس جرم کا جسکی بابت اوسپر الزام لگایا گیا ہے اغلباً مجرم ہے
امور ذیل کا ہونا ضروری ہے (اول) جرم ملزم کی بابت الزام لگانیوالے کو یہ نیک نیتی یقین ہو (دوم) ایسا
یقین ضرور ہے کہ بر بنائے اعتبار کامل نسبت موجودگی اوس حالت واقعات کے ہو جس سے الزام
لگانیوالے نے وہ نتیجہ نکالا (سوم) یقین متذکرہ مد دوم ضرور ہے کہ مبنی بر وجوہ معقول ہو اس سے
میرا یہ مطلب ہے کہ ایسے وجوہ ہون جن سے اوسط درجہ کا ہوشیار آدمی جو بحالت مدعا علیہ کے ہو
ایسا یقین کرلے (چہارم) حالات جنپر الزام لگانیوالا اسطرح یقین اور اعتبار کرے ایسے ہونے
ضرور ہین جو جرم ملزم کی نسبت یقین دلانیکے واسطے بمنزلہ وجہ معقول کے ہونگے"۔

بمقدمہ ہذا مدعا علیہ کو بموجب تجویز عدالت اپیل ماتحت کے جو جانتا یا صحیح یقین ہو کسی قسم کا بهی یقین

(۱) سنہ ۱۸۸۱ع لا رپورٹ کوئنس بنچ ڈویزن جلد ۸ صفحہ ۱۶۷

۱۹۰۲ء
بھیم سین
بنام
ستیا رام

نسبت جرم مدعی کے نہین ہوسکتا تہا کیونکہ جسوقت یہہ بیان مدعا علیہ کا کہ جب مدعی نے مکان کو مونیشی مسروقہ واپس کی تہین وہ موجود تہا باور نہین کیا گیا اور اوسکی شہادت غیر معتبر سمجھی گئی در اصل کسی بناے الزام کی موجودگی پائی نہین گئی اور یہ امر مدعا علیہ کے علم مین تہا اسلیے عدالت نے یہ تجویز صحیح کی کہ استغاثہ کیواسطے کوئی وجہ معقول اور قرین قیاس نہین ہے ۔

واضح ہو کہ صرف عدم موجودگی وجہ معقول اور قرین قیاس سے ہی یہ نتیجہ قانوناً نکالنا صحیح نہین ہے کہ کوئی معقول فعل مبنی بر عداوت ہے وہ اور عداوت ایک شے نہین ہے لیکن بلحوظی حالات مقدمہ کے عداوت اوس سے قیاس کیجاتی ہے ۔ یہ امر کہ آیا عدم موجودگی وجہ معقول اور قرین قیاس سے عداوت قیاس کرنی چاہئیے یا نہین ایسا امر ہے کہ جو ہر مقدمہ کے حالات پر منحصر ہے اس قسم کے اکثر مقدمات مین جیسا کہ مدراس ہائیکورٹ نے بمقدمہ بنگلتی راؤ بنام نرسنگہ راؤ گارو (۱) تحریر کیا تہا کل امر اس نتیجہ کی مضبوطی پر منحصر ہے جو عدم موجودگی اس وجہ معقول اور قرین قیاس سے نکالا جاوے جسکی سب سے عمدہ معیار کسی قدر عام و کسی قدر خاص ہے کیا کسی ہوشیار آدمی کیواسطے وہ وجہ معقول یا قرین قیاس تہی کیا فعل کرنیوالے کے واسطے وہ وجہ معقول و قرین قیاس تہی اگر ان سوالات کا جواب نفی مین دیا جاوے تو معلوم ہوتا ہے کہ خواہ مخواہ یہ نتیجہ نکالنا پڑیگا کہ عداوت تہی"۔ واضح ہو کہ عداوت سے جسطرح کہ وہ اس نہاد عوی مین استعمال کی گئی ہے کینہ یا بغض سے مراد نہین خیال کرنی چاہئیے بلکہ اوسکے زیادہ وسیع معنی مثلاً ہر فعل بیجا یا مقصد ضمنی سے مراد لینی چاہئیے وہ یہ ظاہر کرنے سے ثابت ہوسکتی ہے کہ در اصل بیجا مقصد کیا تہا یا یہ ظاہر کرنے سے کہ حالات ایسے ہین کہ استغاثہ کی وجہ مستغیث پر بعض بیجا یا ضمنی مقصد کا الزام لگانے سے ہی معلوم ہوسکتی ہے پارک صاحب جسٹس نے مشہور مقدمہ مجل بنام جنکنس (۲) مین اوسکی اسطرح تعریف کی ہے "لفظ عداوت سے اسصورت کے دعوی مین کسی شخص کے خلاف کینہ یا بغض کی مراد نہین لینی چاہئیے بلکہ بدی کی لینی چاہئیے اور ایسی جس سے یہ ظاہر ہو کہ اوس فریق کو بیجا و ضمنی مقاصد کیوجہ سے تحریک ہوئی تہی"۔ آیا جو مقصد استغاثہ کا مدعی نے مدعا علیہ سے اس مقدمہ مین منسوب کیا وہی مقصد ہے یا نہین جس سے در اصل مدعا علیہ کو جہوٹے الزام لگانیکی تحریک ہوئی مگر وہ علم جج ماتحت کا قیاس عداوت ہماری راے مین بموجب حالات مقدمہ ہذا کے صحیح ہے اوس نے اپنے فیصلہ مین یہ تحریر کیا کہ الزام بے سوچے سمجھے لگایا گیا تہا اور اونہون نے یہ تجویز کی کہ وہ جہوٹا لگایا گیا تہا اور مبنی بر صداقت نہ تہا اندرین حالات

(۱) (۱۸۷۱ء) رپورٹ ہائیکورٹ مدراس جلد ۶ صفحہ ۸۵ (۲) (۱۸۳۱ء) رپورٹ بارنیوال و ایڈالفس صاحبان جلد ۵ صفحہ ۵۹۵

۱۹۰۲ء نمبر
بھیم سین
بنام
سیتا رام

ہماری یہ راے ہے کہ اس اپیل کے واسطے بر بناے روئداد کوئی وجوہ نہین ہین -

لیکن ہماری راے مین جج ماتحت نے عدالت مرافعہ اولی مین باقیماندہ تنقیحات نالش کی تجویز کے واسطے مقدمہ نامناسب طور پر واپس بھیجا ہے - صرف وہ تنقیح جسکا فیصلہ عدالت ماتحت نہین کیا تہا ایک امر متعلق ہرجہ تہا یہ امر جج ماتحت کو خود فیصل کرنا چاہیے تھا اور نہ مقدمہ منصف کے پاس واپس بہیجنا چاہیے تہا پس ہم فیصلہ عدالت اپیل ماتحت متعلقہ روئداد کو مع خرچہ بحال رکہتے ہین لیکن درحالیکہ ہم اس اپیل کو بربناے روئداد نامنظور کرتے ہین ہم حکم واپسی منسوخ کرتے ہین اور عدالت ماتحت اپیل کو ہدایت کرتے ہین کہ مقدمہ کو باز نمبر مطابق فہرست اپیل ہاے متدائرہ مین قائم کرے اور تنقیح متعلقہ تعداد ہرجہ کی جسکا مدعی مستحق ہے تجویز کرے در مطابق اوسکے ڈگری عطا کرے جج ماتحت کو بیشک اختیار ہے اگر وہ یہہ ضرور سمجہین کہ کوئی تنقیح تجویز کے واسطے مطابق دفعہ ۵۶۶ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے عدالت مرافعہ اولی مین ارسال کرین -

اپیل ڈگری کیا گیا -

باجلاس بنرجی صاحب جسٹس و ایکمن صاحب جسٹس

۱۹۰۲ء نمبر ۶
۳۰ - اپریل

صفحہ کتاب انگریزی
۳۶۹

الیشری عرف حاتم علی (مدعا علیہ) بنام محمد ہادی (مدعی) +

ایکٹ نمبر ۱۵ سنہ ۱۸۷۷ء (ایکٹ میعاد سماعت ہند) ضمیمہ ۲ - مدات ۲۳ و ۲۴ و ۲۵ و ۳۶ -

میعاد سماعت - نالش واسطے دلاپانے ہرجہ کے بابت اوس نقصان کے جو بوجہ جہوٹی رپورٹ کے جو پولیس سے کی گئی تہی پہونچا - نالش ہرجہ بابت استغاثہ عداوتی کے

مدعا علیہ نے مدعی کے خلاف تہانہ مین بدین بیان اطلاع کی کہ مدعی اور چند دیگر اشخاص مدعا علیہ کے زنانہ مکان مین گہس گئے اور قفل توڑ ڈالے اور اوسکا اسباب لوٹ لیا اور اوسکی زوجہ کو ضرر پہونچایا جبکہ اسکے پولیس نے تحقیقات کی اور یہ نتیجہ ہوا کہ اطلاع مذکور جہوٹ ثابت ہوئی مدعا علیہ پر حسب دفعہ ۱۸۲ مجموعہ تعزیرات ہند کے مقدمہ فوجداری قائم کیا گیا جرم ثابت قرار دیا گیا اور اوسکو چہہ ماہ قید کی سزا دی گئی بعد ازان مدعی نے واسطے دلاپانے ہرجہ کے مدعا علیہ سے بطور معاوضہ بابت تکلیف دلی اور ازالہ حیثیت عرفی کے نالش دائر کی -

تجویز ہوئی کہ یہ نالش ہرجہ بابت استغاثہ عداوتی کے نہین ہے کیونکہ کوئی استغاثہ دائر نہین کیا گیا تہا بلکہ یہ نالش معاوضہ بابت توہین تحریری یا زبانی کے ہے جس سے میعاد سماعت مندرجہ مد ۲۴ یا مد ۲۵

+ اپیل دوم نمبر ۱۴۱ سنہ ۱۸۹۹ء بر بناے ڈگری لالہ شنکر لال جج ضلع مرزاپور مورخہ ۱۱ ستمبر سنہ ۱۸۹۹ء

۱۹۰۲ء

بہیم سین بنام ستیار اکم

ضمیمہ ۲ - ایکٹ نمبر ۱۵ سنہ ۱۸۷۷ء متعلق ہے مقدمات آسٹن بنام ڈولنگ (۱) و ڈیویٹس بنام ملکہ معظمہ (۲)
و ملکہ معظمہ قیصرہ ہند بنام شیشر (۳) کا حوالہ دیا گیا۔

واقعات مقدمہ ہذا تجویز عدالت سے کافی طور پر ظاہر ہوتے ہیں۔

ڈاکٹر ستیش چندر بنرجی و بابو جیون چندر مکرجی منجانب اپیلانٹ

مولوی غلام مجتبیٰ منجانب ریسپانڈنٹ

بنرجی صاحب جسٹس و ایکمن صاحب جسٹس۔ یہ اپیل ایک نالش سے پیدا ہوا ہے جو ریسپانڈنٹ نے مدعا علیہ کے نام واسطے دلا پانے روپیہ کے بطور معاوضہ بابت تکلیف دلی اور ازالہ حیثیت عرفی کے دائر کی تھی معلوم ہوتا ہے کہ ۱۸ اپریل سنہ ۱۸۹۹ء کو اوری ایک ملازم مدعا علیہ ہمراہی مدعا علیہ کے تھانہ مرزا پور کو گیا اور یہ اطلاع لکھائی کہ محمد حادی مدعی اور چند دیگر اشخاص مدعا علیہ کے زنانہ مکان میں گھس گئے اور قفل توڑ ڈالے اور اوسکا اسباب لوٹ لیا اور اوسکی زوجہ کو ضرر پہونچایا برطبق اسکے پولیس نے تحقیقات کی اور یہ نتیجہ ہوا کہ اطلاع مذکور جھوٹی ثابت ہوئی اور ۲۹ - اپریل سنہ ۱۸۹۹ء کو اس مضمون کی رپورٹ ارسال کی گئی مدعا علیہ پر حسب دفعہ ۱۸۲ مجموعہ تعزیرات ہند کے مقدمہ فوجداری قائم کیا گیا جرم ثابت قرار دیا گیا اور اوسکو چھ ماہ قید کی سزا دی گئی نالش ہذا ۲۸ - اپریل سنہ ۱۸۹۹ء کو دائر کی گئی تھی بجواب اوسکے مدعا علیہ نے منجملہ دیگر عذرات کے عذر میعاد سماعت پیش کیا جسکا اپیل مرجوعہ عدالت ہذا میں اعادہ کیا گیا ہے پس اول امر جسکا ہمکو فیصلہ کرنا ہے یہ ہے کہ آیا دعوی بیرون المیعاد ہے یا نہیں عدالت ماتحت نے یہ تجویز کی ہے کہ اس نالش سے مد ۳۶ ضمیمہ ۲ - ایکٹ میعاد سماعت ہند متعلق ہے اور وہ خارج المیعاد نہیں ہے وہ ایک عام مد ہے جو اون جملہ مقدمات ہرجہ سے متعلق ہے
۳۷۰ جنکا خاص طور پر دیگر مدات ضمیمہ میں ذکر نہیں ہے اور اس صورت میں متعلق نہیں ہے کہ نالش کسی اور مد میں صاف طور پر داخل ہو۔ دیگر مدات جو نالش ہذا سے متعلق ہیں مدات ۲۳ و ۲۴ و ۲۵ ہیں۔

مد ۲۳ نالشات معاوضہ بابت استغاثہ عداوتی سے متعلق ہے۔ اگر نالش ہذا اوس قسم کی نالشات میں سے ایک نالش ہے تو وہ بیرون المیعاد ہے کیونکہ وہ اوس تاریخ سے قبل اختتام ایک سال کے دائر کی گئی تھی جس تاریخ کو اوس الزام کے جو مدعی پر لگایا گیا تھا جھوٹا ہونیکی

(۱) (۱۸۶۷ء) لا رپورٹ کامن پلیز جلد ۵ صفحہ ۵۳۴ (۲) (۱۸۸۶ء) لا رپورٹ کوینس بنچ ڈویژن جلد ۱۷ صفحہ ۶۴۸
(۳) (۱۹۰۳ء) انڈین لا رپورٹ الہ آباد جلد ۲۶ صفحہ ۱۲۴

سنہ ۱۹۰۲ع
الیتشری عرف حاتم علی بنام محمد ہادی

اطلاع کی گئی تھی۔ وکیل ذیعلم اپیلانٹ سے یہ بحث کی ہے کہ یہ نالش واسطے استغاثہ عداوتی کے نہین ہے اور اونھون نے مقدمات آسٹن بنام ڈولنگ (۱)، وائیس بنام ملکہ معظمہ (۲) پر استدلال کیا ان مقدمات مین سے اول الذکر مقدمہ مین ولس صاحب جسٹس نے یہ تجویز کی تھی کہ جب تک مدعی کسی عہدہ دار عدالت کے روبرو نہ لایا جائیگا کوئی استغاثہ عداوتی نہین ہو سکتا مقدمہ آخر الذکر مین ہوٹ صاحب ماسٹر آف رولس نے یہ راے ظاہر کی کہ مجسٹریٹ کے حضور مین اطلاع کرنا آغاز استغاثہ نہین ہے کیونکہ مجسٹریٹ سمن کے عطا کرنے سے انکار کر سکتا ہے اور اگر سمن بھی نہین جاری ہوئے تو کس طرح یہ کہا جا سکتا ہے کہ کوئی استغاثہ کبھی کسی شخص کے نام دائر کیا گیا اور کاٹن صاحب لارڈ جسٹس کی یہ راے ہوئی کہ "یہ اطلاع کرنا یا الزام لگانا نہین ہے بلکہ مجسٹریٹ کے حضور سے سمن کا جاری ہونا ہے جسکو آغاز استغاثہ تصور کرنا چاہیئے" واسطے اغراض اسمقدمہ کے یہ فیصلہ کرنا ضروری نہین ہے کہ آیا بلحوظی احکام مجموعہ ضابطہ فوجداری کے وہی قاعدہ اس ملک سے متعلق ہوگا یا نہین لیکن ہماری صاف یہ راے ہے کہ کوئی استغاثہ اوسوقت تک شروع نہین ہوتا کہ مطابق مجموعہ ضابطہ فوجداری کے مجسٹریٹ کسی جرم کی سماعت کرنیکے ذریعہ سے کارروائی شروع کرے۔ حصہ پنجم اس مجموعہ کا پولیس کو اطلاع پہونچانے اور پولیس کے "اختیارات تفتیش" کی بابت ہے حصہ ششم مین حکم بابت کارروائی ہاے متعلقہ نالشات کے ہے اور باب ۱۵ (ب) جو اس حصہ مین داخل ہے اوسکی یہ پیشانی ہے "شرائط واسطے آغاز کارروائیات کے ضروری ہین" پہلی دفعہ اس پیشانی کی دفعہ ۱۹۰ ہے جس مین وہ امور ظاہر کئے گئے ہین جنکی بنا پر مجسٹریٹ جرم کی سماعت کر سکتا ہے پس یہ صاف ظاہر ہے کہ مجموعہ مین پولیس کو اطلاع دینے اور آغاز کارروائیات فوجداری مین فرق کیا گیا ہے دفعہ ۲۱۱ مجموعہ تعزیرات ہند مین آغاز کارروائیات فوجداری اور پولیس کے روبرو استغاثہ کرنے مین اسی قسم کا فرق کیا گیا ہے یہ فرق عدالت ہذا نے بمقدمہ ملکہ معظمہ قیصر ہند بنام شیشر (۳) تسلیم کیا تھا۔ لہذا یہ تجویز نہین کیجا سکتی کہ پولیس کو کوئی اطلاع دینے سے استغاثہ فوجداری شروع ہو جاتا ہے لہذا کوئی نالش بابت استغاثہ عداوتی کے نہین ہو سکتی بجز اسکے کہ کسی ۳۷۱
مجسٹریٹ نے اوس جرم کی جسکا الزام لگایا گیا ہو سماعت نہ کی ہو چونکہ اسمقدمہ مین کسی مجسٹریٹ نے خلاف مدعی کے کوئی کارروائی نہین کی لہذا یہ نالش بطور نالش معاوضہ بابت استغاثہ عداوتی

(۱) (سنہ ۱۸۷۰ع) لا رپورٹ کامن پلیز جلد ۵ صفحہ ۵۳۴ (۲) (سنہ ۱۸۸۶ع) لا رپورٹ کوئنس بنچ ڈویژن جلد ۱۳ صفحہ ۶۴۸
(۳) (سنہ ۱۸۹۳ع) انڈین لا رپورٹ الہ آباد جلد ۱۶ صفحہ ۱۱۳

سنہ ۱۹۰۲ء
اثیری عرف حاتم علی
بنام
محمد ہادی

کے جس سے مد ۲۳ متعلق ہے متصور نہین ہو سکتی - ہم یہ بھی رائے ظاہر کر سکتے ہین کہ دعوی جسطرح پر کہ وہ عرضی دعوی مین تحریر کیا گیا ہے بظاہر بابت استغاثہ عداوتی کے نہین ہے -

بعد اسکے ہمکو اس امر پر غور کرنا ہے کہ آیا یہ نالش خاص بابت توہین تحریری یا زبانی ہے جس سے مد ۲۴ یا ۲۵ متعلق ہے متصور ہو سکتی ہے اوس رپورٹ مین جو پولیس کو کی گئی اور جسکی بابت مدعی نالشی ہے الزام بابت جرم ڈکیتی کے درج ہے پس وہ ازالہ حیثیت عرفی مدعی ہے لہذا وہ یا تو توہین تحریری یا توہین زبانی ہے اور چونکہ وہ الفاظ جن سے توہین یا ہتک کی گئی عہدہ دار پولیس کو تحریر کئے گئے تھے یا عہدہ دار پولیس نے لکھے گئے تھے اسوجہ سے اوسکا اشاعت کرنا یعنی چھپنا نہین ہوئی اگر بذریعہ تحریر توہین کی گئی تھی تو لائبل اور اگر زبانی توہین کی گئی تھی تو سلینڈر ہے اصل مطلب اس توہین تحریری یا زبانی کا ایک جرم فوجداری کی بابت الزام لگانا ہے یہ صحیح ہے کہ عہدہ دار پولیس نے جس سے رپورٹ کی گئی تھی صحت استغاثہ کی نسبت تحقیقات کی تھی لیکن اس سے مدعا علیہ کے فعل کی نوعیت جس سے مدعیکو بنائے دعوی حاصل ہوئی تبدیل نہین ہوئی - پولیس کی تفتیش الیسا معاملہ ہے جسپر لحاظ نہ یا بابت ہرجہ کے لئے کیا جا سکتا ہے مدعا علیہ نے مدعیکو حوالات مین نہین بھجوایا نہ اوس نے پولیس سے اوسکے مکان کی تلاشی لینے اور نہ تحقیقات کرنیکے لئے کہا اوس نے صرف جرم مظنونہ کی اطلاع کی تھی اور اوس نے یہ امر عہدہ دار پولیس کے ذمہ چھوڑا کہ ایسی کارروائی جو وہ مناسب سمجھے عمل مین لاوے پس ہم ذیعلم جج ماتحت سے اس امر مین اتفاق نہین کر سکتے کہ مقدمہ توہین تحریری یا توہین زبانی کا نہین ہے اور ہماری یہ رائے ہے کہ مد جو اس سے متعلق ہے یا تو مد ۲۴ یا مد ۲۵ ہے - وہ تاریخ جس سے میعاد سماعت شروع ہوئی وہ تاریخ تھی جسکو توہین تحریری مظہرہ مشتہر کی گئی یا الفاظ توہین آمیز جو اسصورت مین خود قابل ارجاع نالش ہین کہے گئے تھے یعنی ۱۶ - اپریل سنہ ۱۸۹۶ء وہ تاریخ جسکو پولیس مین رپورٹ کی گئی تھی چونکہ نالش ہذا ۲۰ - اپریل سنہ ۱۸۹۹ء کو دائر کی گئی تھی وہ خارج المیعاد تھی اور ڈسمس ہونی چاہئے تھی - ہم اپیل کو منظور اور ڈگری عدالت ماتحت کو منسوخ اور نالش کو مع خرچہ عدالت ہذا اور عدالت ماتحت کے ڈسمس کرتے ہین -

اپیل ڈگری کیا گیا -

ضمیمہ سنہ ۱۹۰۲ء

رفیق وکلاء

یہ رسالہ دو جلدون مین تقسیم کیا گیا ہے

نمبر	جلد اول مین کتب ذیل شامل ہین	قیمت
۱	ایکٹ نمبر ۱۴ سنہ ۱۸۸۲ء مجموعہ ضابطہ دیوانی	عہ
۲	ایکٹ نمبر ۵ سنہ ۱۸۹۸ء مجموعہ ضابطہ فوجداری	۱؍
۳	ایکٹ نمبر ۴۵ سنہ ۱۸۶۰ء مجموعہ تعزیرات ہند	عہ؍
۴	ایکٹ نمبر ۱ سنہ ۱۸۷۲ء ایکٹ شہادت	۱؍
۵	ایکٹ نمبر ۲ سنہ ۱۹۰۱ء ایکٹ قبضہ آراضی ممالک مغربی و شمالی	۸؍
۶	ایکٹ نمبر ۳ سنہ ۱۹۰۱ء ایکٹ مالگذاری آراضی ممالک مغربی و شمالی و اودھ	۸؍
۷	ایکٹ نمبر ۷ سنہ ۱۸۷۰ء ایکٹ رسوم عدالت	۴؍
۸	ایکٹ نمبر ۲ سنہ ۱۸۹۹ء ایکٹ اسٹامپ	۵؍
۹	ایکٹ نمبر ۴ سنہ ۱۸۹۳ء ایکٹ بٹوارہ	۱؍
۱۰	ایکٹ نمبر ۷ سنہ ۱۸۸۷ء ایکٹ تخمین مالیت نالشات	۱؍
	ایکٹ نمبر ۹ سنہ ۱۸۸۷ء ایکٹ مطالبہ خفیفہ	۲؍
۱۲	ایکٹ نمبر ۳ سنہ ۱۸۷۷ء ایکٹ رجسٹری	۴؍
۱۳	ایکٹ نمبر ۱۵ سنہ ۱۸۷۷ء ایکٹ میعاد سماعت	۴؍
	میزان	لے

نمبر	جلد دوم مین کتب ذیل شامل ہین	قیمت
۱	ایکٹ نمبر ۱۱ سنہ ۱۸۷۸ء قانون اسلحہ	۱؍
۲	ایکٹ نمبر ۴ سنہ ۱۸۸۲ء قانون انتقال جائداد	۴؍
۳	ایکٹ نمبر ۷ سنہ ۱۸۸۹ء قانون سارٹیفکیٹ وراثت	۴؍
۴	ایکٹ نمبر ۱ سنہ ۱۸۹۵ء قانون استحقاق وراثت	۸؍
۵	ایکٹ نمبر ۱ سنہ ۱۸۸۶ء قانون انکم ٹکس	۳؍
۶	ایکٹ نمبر ۴ سنہ ۱۸۹۲ء قانون منصفان وغیرہ	۴؍
۷	ترجمہ قانون ٹارٹ مولفہ الگزنڈر صاحب	۸؍
۸	رسالہ انتقال اسم فرضی	۸؍
۹	رسالہ اصول شفع	عہ؍
	میزان	للعہ ۸؍

اس رسالہ کی دونون جلدین مطبع ہذا مین موجود ہین۔

قیمت جلد اول	ے؍
ایضاً جلد دوم	للعہ؍

اور جو صاحب دونون جلدین ایک ساتھ خرید فرماوینگے اونکی خدمت مین صرف مبلغ للعہ؍ اور محصولڈاک عنایت کرنے پر بھیجی جاوینگی۔

مطبع نظائر قانون ہند الہ آباد

نام کتاب	روپیہ	آنہ	پائی
مجموعہ کتب امتحان مختاری مرتبہ سنہ ۱۹۰۲ء قیمت خریداران یکمشت	صہ/	۸/	۰
مجموعہ ہذا مین ایکٹہائے ذیل شامل ہین			
۱ ایکٹ ۴۵ سنہ ۱۸۶۰ء مجموعہ تعزیرات ہند	عہ/	۰	۰
۲ ،، ۷ سنہ ۱۸۷۰ء رسوم عدالت ..	۰	۴/	۰
۳ ،، ۱ سنہ ۱۸۷۲ء قانون شہادت	۰	۱۰/	۰
۴ ،، ۳ سنہ ۱۸۷۷ء رجسٹری ..	۰	۴/	۰
۵ ،، ۱۵ سنہ ۱۸۷۷ء میعاد سماعت	۰	۴/	۰
۶ ،، ۱۴ سنہ ۱۸۸۲ء ضابطہ دیوانی	عہ/		۰
۷ ،، ۷ سنہ ۱۸۸۷ء تخمین مالیت نالشات	۰	۱/	۰
۸ ،، ۹ سنہ ۱۸۸۷ء مطالبہ خفیفہ	۰	۲/	۶
۹ ،، ۴ سنہ ۱۸۹۳ء بٹوارہ	۰	۱/	۰
۱۰ ،، ۵ سنہ ۱۸۹۸ء ضابطہ فوجداری	عہ/	۸/	
۱۱ ،، ۲ سنہ ۱۸۹۹ء اسٹامپ	۰	۵/	۰
۱۲ ،، ۲ سنہ ۱۹۰۱ء قبضہ آراضی ممالک مغربی وشمالی ..		۸/	
۱۳ ،، ۳ سنہ ۱۹۰۱ء مالگذاری آراضی ممالک مغربی وشمالی واودہ	۰	۸/	۰
۱۴ قانون وقواعد وکالت		۶/	
۱۵ فارم داخلہ شرکت امتحان	۰	/	۶
میزان	سے	۱۳/	۶

نام کتاب	علاوہ محصول ڈاک		
مجموعہ کتب امتحان ریونیو ایجنٹی مرتبہ سنہ ۱۹۰۲ء قیمت خریداران یکمشت علاوہ قیمت سرکلرات بورڈ مال دو جلدین	[illegible]	۱۰/	[illegible]
	ے	۸/	
مجموعہ ہذا مین ایکٹہائے ذیل شامل ہین			
۱ ایکٹ ۷ سنہ ۱۸۷۰ء رسوم عدالت		۴/	
۲ ،، ۱ سنہ ۱۸۷۲ء قانون شہادت	۰	۱۰/	
۳ ،، ۱۵ سنہ ۱۸۷۷ء میعاد سماعت		۴/	
۴ ،، ۱ سنہ ۱۸۷۸ء قانون افیون	۰	۱/	
۵ ،، ۱۴ سنہ ۱۸۸۲ء مجموعہ ضابطہ دیوانی	عہ/		
۶ ،، ۱۲ سنہ ۱۸۹۶ء قانون آبکاری	۰	۳/	
۷ ،، ۲ سنہ ۱۸۹۹ء اسٹامپ		۵/	
۸ ،، ۳ سنہ ۱۸۹۹ء ایکٹ کورٹ آف وارڈس		۳/	
۹ ،، ۲ سنہ ۱۹۰۱ء قبضہ آراضی ممالک مغربی وشمالی		۸/	
۱۰ ،، ۳ سنہ ۱۹۰۱ء مالگذاری آراضی ممالک مغربی وشمالی واودہ	۰	۴/	۰
۱۱ ،، قانون وقواعد وکالت ..	۰	۶/	
۱۲ ،، فارم داخلہ شرکت امتحان	۰		۶
۱۳ میزان	للو	۴/	۶
سرکلرات بورڈ مال اردو دو جلد	ے	۴/	
سوالات امتحان مختاری سنہ ۱۸۹۰ء لغایت سنہ ۱۸۹۹ء	۰	۱۲	۰
سوال وجواب قوانین مختاری وغیرہ دفعہ وار	عہ	۱۲	
سوال وجواب پرچہ وار امتحان مختاری وغیرہ سنہ ۱۸۷۴ء لغایت سنہ ۱۸۹۹ء	۶/	۰	۰

المشتہر منشی نزہت بہاری ماتھر سپرنٹنڈنٹ مطبع نظائر قانون ہند بنگلہ نمبر ۳ میور روڈ الہ آباد